اولیا، علما، مورخین اور معاصرین کی نظر میں

سیف اللہ المسلول کا علمی مقام

تالیف

عبد العلیم قادری مجیدی

فان فضل رسول الله ليس له حـد فيـعـرب عنه ناطق بفم

اولیا، علما، مؤرخین اور معاصرین کی نظر میں

سیف اللہ المسلول کا علمی مقام

مرتب

عبدالعلیم قادری مجیدی

سلسلۂ مطبوعات 87

کتاب: سیف اللہ المسلول کا علمی مقام
تصنیف: عبد العلیم قادری مجیدی
طبع اول: ذی الحجہ ۱۴۳۳ھ/نومبر ۲۰۱۲ء
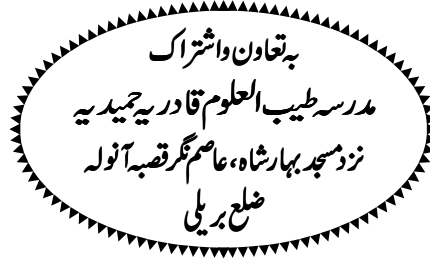
Publisher
TAJUL FUHOOL ACADEMY
(A Unit of Qadri Majeedi Trust)
Madrsa Alia Qadria, Maulvi Mohalla, Budaun-243601 (U.P.) India
Mob.: +91-9897503199, +91-9358563720
E-Mail: qadrimajeeditrust@gmail.com, Website: www.qadri.in.com

Distributor	***Distributor***
Maktaba Jaam-e-Noor	**New Khwaja Book Depot.**
422, Matia Mahal, Jama Masjid, Delhi-6	Matia Mahal, Jama Masjid, Delhi-6
Phone : 011-23281418	
Mob. : 0091-9313783691	Mob. : 0091-9313086318

انتساب

مادرِ علمی

مدرسہ عالیہ قادریہ، بدایوں شریف

کے نام

جس کی آغوش تربیت میں مجھے لکھنے پڑھنے کا شعور ملا۔

أهديكِ غير مكاف منكِ واحدة

من الأيادي التي لم يعفها القدم

عبدالعلیم قادری مجیدی

مدرسہ قادریہ بدایوں شریف

عرض ناشر

تاج الفحول اکیڈمی خانقاہ عالیہ قادریہ بدایوں شریف کا ایک ذیلی ادارہ ہے، جو تاجدار اہل سنت حضرت شیخ عبدالحمید محمد سالم قادری (زیب سجادہ خانقاہ قادریہ بدایوں شریف) کی سرپرستی اور صاحبزادہ گرامی مولانا اسیدالحق قادری بدایونی (ولی عہد خانقاہ قادریہ، بدایوں) کی نگرانی اور قیادت میں عزم محکم اور عمل پیہم کے ساتھ تحقیق، تصنیف، ترجمہ اور نشر و اشاعت کے میدان میں سرگرم عمل ہے، اکیڈمی کے زیر اہتمام اب تک عربی، اردو، ہندی، انگلش، گجراتی اور مراٹھی زبانوں میں تقریباً ۷۰ رکتابیں منظر عام پر آچکی ہیں اور نشر و اشاعت کا یہ سلسلہ جاری ہے۔

تاج الفحول اکیڈمی کی ایک خصوصیت یہ بھی ہے کہ اس نے ہر حلقے اور ہر طبقے کی دلچسپی اور ضرورتوں کے پیش نظر اشاعتی خدمات انجام دی ہیں، خالص علمی اور تحقیقی کتب، ادبی اور شعری نگارشات، عام لوگوں کی تربیت و اصلاح کے لیے آسان زبان میں رسائل، اکابر بدایوں کی سیرت وسوانح، باطل افکار و نظریات کے رد و ابطال اور مسلک حق کے اثبات میں قدیم و جدید رسائل اور غیر مسلم برادران وطن کے لیے اسلام کے تعارف پر مشتمل سلجھا ہوا دعوتی اور تبلیغی لٹریچر غرض کہ اکیڈمی ان تمام میدانوں میں بیک وقت تحقیقی، تصنیفی اور اشاعتی خدمات انجام دے رہی ہے۔

ابتدا ہی سے تاج الفحول اکیڈمی کے منصوبے میں یہ بات بھی شامل تھی کہ خانوادۂ قادریہ بدایوں شریف اور خانوادۂ قادریہ سے وابستہ علما و مشائخ کی عظیم شخصیات، ان کے علوم و معارف اور ان کی حیات و خدمات سے موجودہ نسل کو روشناس کروایا جائے، بفضلہ تعالیٰ اکیڈمی نے اس سمت میں بھی کامیاب کوششیں کی ہیں، زیر نظر کتاب بھی اسی سلسلے کی ایک کڑی ہے جو مدرسہ قادریہ کے ایک ہونہار طالب علم کی محنت کا نتیجہ ہے۔

رب قدیر و مقتدر سے دعا ہے کہ اکیڈمی کی خدمات قبول فرمائے، ہمیں زیادہ سے زیادہ دینی خدمات کرنے کی توفیق عطا فرمائے، اور ہمارے اشاعتی منصوبوں کی تکمیل میں آسانیاں پیدا فرمائے۔

محمد عبدالقیوم قادری
جنرل سیکریٹری تاج الفحول اکیڈمی
خادم خانقاہ قادریہ بدایوں

فہرست مشمولات

☆☆☆

مقام فضل رسول

بہ زبان

تاج الفحول

وہ جن پر تو نے عین فضل سے سب نعمتوں کا تھا
طریقت کی کیا اتمام یا محبوب سبحانی
وہ مست بادۂ عرفاں کہ جن کو لطف سے تم نے
پلایا معرفت کا جام یا محبوب سبحانی
وہ عین عین حق جن کو کیا سر حقیقت کا
عیاناً تم نے خود افہام یا محبوب سبحانی
وہ جن کو عین بیداری میں تھا بغداد میں تم نے
دکھایا چہرۂ گلفام یا محبوب سبحانی
وہ جن کی ذات اشرف سے ترے باعث ہیں سب واقف
حجاز و مصر و روم و شام یا محبوب سبحانی
شہِ فضل رسول پاک جن کے ہاتھ سے پھیلا
جہاں میں تیرا فیض عام یا محبوب سبحانی

(دیوان منقبت: تاج الفحول)

ابتدائیہ

سیف اللہ المسلول معین الحق مولانا شاہ فضل رسول قادری بدایونی کے علمی مقام و مرتبے کے بیان پر مشتمل یہ کتابچہ اہل ذوق کی خدمت میں پیش کرتے ہوئے تاج الفحول اکیڈمی فخر و مسرت محسوس کر رہی ہے۔

حضرت سیف اللہ المسلول کے عرس کے موقع پر مدرسہ قادریہ (بدایوں) کے طلبہ ''الملتقی العلمی الاسلامی '' کے عنوان سے سالانہ علمی مذاکرے کا اہتمام کرتے ہیں، جس میں طلبہ مدرسہ قادریہ مختلف علمی اور دینی موضوعات پر تقریریں اور مقالات پیش کرتے ہیں، اس علمی مذاکرے میں ہر سال طلبہ کی علمی رہنمائی، فکری تربیت اور حوصلہ افزائی کے لیے ملک کے مختلف مدارس اور عصری جامعات سے ارباب علم و دانش کو مدعو کیا جاتا ہے۔

اس سال یہ علمی مذاکرہ ۴/ جمادی الاخریٰ ۱۴۳۳ھ مطابق ۲۶/اپریل ۲۰۱۲ء کو منعقد ہوا، اس میں مہمان خصوصی کے طور پر محبّ گرامی مفتی آل مصطفیٰ مصباحی (جامعہ امجدیہ رضویہ، گھوسی) مولانا اشرف الکوثر مصباحی (ریسرچ اسکالر جامعہ ملیہ اسلامیہ دہلی) مولانا سید محمد احمد چشتی (استاذ جامعہ صمدیہ، پھپھوند شریف) مولانا غلام جیلانی مصباحی (استاذ جامعہ صمدیہ، پھپھوند شریف) اور مولانا محمد فہیم احمد ازہری نے شرکت فرمائی۔ زیرنظر مقالہ عزیزی حافظ عبدالعلیم قادری مجیدی نے اسی علمی مذاکرے کے لیے ''سیف اللہ المسلول ارباب علم و دانش کی نظر میں'' کے عنوان سے لکھا تھا، مقالے کا خلاصہ علمی مذاکرے میں پیش کیا گیا اور پسند کیا گیا۔ مدرسہ قادریہ کے بعض اساتذہ نے رائے دی کہ کچھ حذف و اضافات اور اصلاح و نظر ثانی کے بعد اس مقالے کو کتابی شکل میں شایع کر دیا جائے۔ لہٰذا اب یہ مقالہ کتابی صورت میں آپ کے ہاتھوں میں ہے۔

رب قدیر و مقتدر عزیز موصوف کو دارین کی برکات عطا فرمائے اور ان کو مستقبل کی ہر منزل پر کامرانی و کامیابی عطا فرمائے۔ آمین

۵/ذی الحجہ ۱۴۳۳ھ	اسید الحق قادری
۲۲/اکتوبر ۲۰۱۲ء	خانقاہ قادریہ بدایوں

سیف اللہ المسلول: ایک تعارف

سیف اللہ المسلول معین الحق مولانا شاہ فضل رسول قادری بدایونی برصغیر ہند و پاک کے جید عالم دین، متکلم، اصولی، مناظر، مصنف، خدا رسیدہ بزرگ، تصوف و روحانیت کے رمز آشنا اور اپنے زمانے میں اہل سنت و جماعت کے مقتدا و پیشوا کی حیثیت سے مشہور و معروف ہیں۔

آپ کی ولادت مدینۃ الاولیا بدایوں شریف کے مشہور عثمانی خاندان میں ۱۲۱۳ھ/ ۱۷۹۸ء میں ہوئی، آپ کے والد ماجد افضل العبید حضرت شاہ عین الحق عبد المجید قادری بدایونی اپنے زمانے کے جید عالم اور عارف تھے، آپ حضور شمس مارہرہ حضرت آل احمد اچھے میاں مارہروی قدس سرہ کے خادم خاص اور خلیفہ مجاز تھے۔

حضور سیف اللہ المسلول کی ابتدائی تعلیم آپ کے دادا حضرت مولانا شاہ عبد الحمید قادری بدایونی قدس سرہ کی درسگاہ میں ہوئی، ابتدائی تعلیم کے بعد آپ نے تکمیل درسیات کے لیے فرنگی محل لکھنؤ کا سفر کیا، وہاں حضرت ملا نور فرنگی محلی کی درسگاہ سے علوم ظاہری کی تکمیل کی۔ فرنگی محل سے فراغت کے بعد حضور شمس مارہرہ کے حکم سے فن طب کی تحصیل کے لیے دھول پور پہنچے وہاں حکیم ببر علی خاں موہانی سے علماً و عملاً طب کی تحصیل فرمائی۔

علوم ظاہری کی تکمیل کے بعد اپنے آبائی مدرسے کو ''مدرسہ قادریہ'' کے نام سے موسوم کیا اور درس و تدریس کا آغاز کیا، ایک زمانے نے آپ کے خرمن علم و فن سے خوشہ چینی کی، آپ کے بے شمار تلامذہ اور مستفیدین میں سے چند حضرات یہ ہیں: آپ کے بڑے صاحبزادے مولانا محی الدین قادری بدایونی، حضرت تاج الفحول مولانا عبد القادر قادری بدایونی، مجاہد آزادی مولانا فیض احمد رسوا قادری بدایونی، قاضی القضاۃ مفتی اسد اللہ الہ آبادی، علامہ مفتی عنایت رسول چریاکوٹی، مولانا سید عبد الفتاح گلشن آبادی وغیرہ۔

اپنے والد حضرت مولانا شاہ عین الحق عبد المجید قادری بدایونی قدس سرہ کے دست حق

پرست پر بیعت ہوئے ،سخت ریاضتوں اور مجاہدات کے ذریعے سلوک کے منازل طے کیے، سلوک ومعرفت کی تکمیل کے بعد والد ماجد نے اجازت وخلافت سے نوازا۔
حضور شمس مارہرہ کے حکم سے آپ نے علم طب کی تحصیل کی تھی ،اور شمس مارہرہ نے اپنے وصال سے قبل آپ کے والد ماجد کو آپ کے دست شفا کی بشارت بھی دی تھی ،حضور شمس مارہرہ کی مبارک زبان سے جو نکلا تھا وہ پورا ہو کر رہا ،اللہ تعالیٰ نے آپ کے ہاتھ میں ایسی شفا رکھی تھی کہ ایک زمانے میں آپ کی طبی مہارت کا شہرہ ہوگیا ،ہزار ہا بندگان خدا نے آپ کی توجہ اور معالجے سے فیض حاصل کیا۔

جب ہندوستان میں بدعقیدگی کی لہر اٹھی تو علمائے وقت کے ساتھ آپ نے بھی اس فتنے کی سرکوبی میں قلم اٹھایا اور عربی ، فارسی ، اردو تینوں زبانوں میں اہم علمی اور تحقیقی کتابیں تصنیف فرما کر حق کے دفاع اور باطل کے ابطال کا حق ادا کردیا۔آپ کی بعض تصانیف کے اسما یہ ہیں:المعتقد المنتقد (عربی) حاشیہ رسالہ میر زاہد (عربی) حاشیہ میر زاہد ملا جلال (عربی) تثبیت القدمین (عربی) شرح احادیث ملتقہ صحیح مسلم (عربی) البوارق المحمدیہ (فارسی) احقاق الحق (فارسی) تصحیح المسائل (فارسی) تبکیت النجدی (فارسی) فوز المؤمنین بشفاعۃ الشافعین (اردو) فصل الخطاب (اردو) تلخیص الحق (اردو) حرز معظم (اردو) اکمال فی بحث شد الرحال (فارسی) سیف الجبار (اردو) وغیرہ۔

۲ ؍ جمادی الآخر ۱۲۸۹ھ/ ۱۸۷۲ء بروز جمعرات آپ نے اس دار فانی سے عالم جاودانی کی طرف سفر اختیار فرمایا۔حضرت تاج الفحول نے نماز جنازہ پڑھائی ،درگاہ قادری بدایوں شریف میں سپرد خاک کیے گئے۔

آپ کے بعد آپ کے چھوٹے صاحبزادے تاج الفحول محبّ رسول مولانا شاہ عبدالقادر قادری بدایونی قدس سرہ آپ کے جانشین ہوئے۔

سیف اللہ المسلول بارگاہ رسالت میں

جس پہ فضل رسول ہوتا ہے، وہ ہی ''فضل رسول'' ہوتا ہے

حضور سیف اللہ المسلول کی ذات گرامی، آپ کا علم و فضل اور آپ کی وسیع تر دینی خدمات یہ سب حضور اکرم تاجدار مدینہ ﷺ کی عنایت بے پایاں اور آپ کے فضل و کرم کا نتیجہ ہیں۔ آپ کو بارگاہ رسالت سے جو نسبت عشق و محبت تھی یہ اسی کا نتیجہ ہے کہ آپ ناموس رسالت کے تحفظ کے لیے میدان میں آئے اور ہندوستان میں اٹھنے والے فتنہ وہابیت کا رد و ابطال فرمایا۔ درحقیقت اس فتنے کے رد و ابطال کے لیے آپ بارگاہ رسالت سے مامور کیے گئے تھے، آپ نے اپنے وصال سے کچھ روز قبل اس راز سے پردہ اٹھایا، مولانا ضیاء القادری لکھتے ہیں:

> ایک دن جناب قاضی مولوی شمس الاسلام صاحب عباسی مرحوم جو آپ کے والد اقدس کے مخصوص مریدوں میں تھے، عیادت کے لیے حاضر تھے، حضرت اقدس (حضور سیف اللہ المسلول) نے ارشاد فرمایا کہ '' قاضی صاحب! بہ مقتضائے واما بنعمة ربك فحدث [ترجمہ: اور تم اپنے رب کی نعمت کا خوب چرچہ کرو] آج آپ سے کہتا ہوں کہ دربار نبوت سے استیصال فرقۂ وہابیہ نجدیہ کے لیے مامور کیا گیا تھا، الحمد للہ کہ بہ تائید ایزدی اس فرقۂ باطلہ اور اس کی ذرّیات اسمٰعیلیہ واسحاقیہ کا رد پوری طور پر ہو چکا، دربار نبوت میں یہ سعی قبول ہو چکی اور میرے دل میں بھی اب کوئی آرزو باقی نہ رہی، عنقریب مَیں اس جہان فانی سے جانے والا ہوں'' (اکمل التاریخ: ج ۲/ص ۱۳۵)

یہ ہے مقام فضل رسول کہ خود بارگاہ رسالت سے آپ کو یہ خدمت تفویض کی گئی تھی۔ کہنے والے نے کیسی سچی بات کہی ہے کہ ''جس پہ فضل رسول ہوتا ہے وہ ہی فضل رسول ہوتا ہے''۔

☆☆☆

سیف اللہ المسلول اور علمائے حرمین شریفین

مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کی اجازتیں اور اسناد

حضور سیف اللہ المسلول نے متعدد مرتبہ حج وزیارت کا شرف حاصل کیا، جب پہلی مرتبہ آپ حج بیت اللہ اور زیارت روضۂ رسول کے لیے حاضر ہوئے تو یہ وہ زمانہ تھا جب مکہ مکرمہ میں سراج العلما حضرت شیخ عبداللہ سراج مکی قدس سرہ (وفات: ۱۲۸۴ھ) اور مدینہ منورہ میں حضرت الشیخ محمد عابد مدنی قدس سرہ (وفات: ۱۲۵۷ھ) کے علم وفضل کا چرچہ تھا، ان دونوں حضرات کی درس گاہوں سے علوم وفنون کا دریا جاری تھا، صرف حجاز ہی میں نہیں بلکہ پورے عالم اسلام میں ان حضرات کے علم وفضل اور درس کی دھوم تھی۔

حضرت تاج الفحول نے تحریر فرمایا ہے کہ حضور سیف اللہ المسلول پہلی مرتبہ ۱۲۵۴ھ میں حرمین شریفین حاضر ہوئے (مولانا ضیاء القادری نے اکمل التاریخ میں پہلے حج کا سنہ ۱۲۵۵ھ لکھا ہے) اس سفر میں آپ نے ان دونوں حضرات کی درس گاہوں سے فیض حاصل کیا، حضرت سیف اللہ المسلول کے بھانجے اور مرید مولانا انوار الحق عثمانی بدایونی اپنی کتاب طوالع الانوار میں تحریر فرماتے ہیں:

> امام الہمام، قدوۃ السالکین، زبدۃ العارفین، اسوۃ المفسرین والمحدثین، افضل العلما، اجل الفضلا، مولانا شیخ عابد مدنی اور حضرت الشیخ الاجل، واقف رموز التفسیر والحدیث مولانا عبداللہ سراج مکی قدس سرہ سے آپ (حضور سیف اللہ المسلول) نے تفسیر وحدیث کا علم اخذ فرمایا۔ ان دونوں ارباب کرامات کے حالات با کمالات حرمین شریفین کی طرح بلاد عرب وعجم میں مشہور ہیں۔ (طوالع الانوار: (تذکرۂ فضل رسول) مولانا انوار الحق عثمانی، ص ۲۴، تاج الفحول اکیڈمی ۲۰۰۸ء بدایوں)

مولانا ضیاء القادری لکھتے ہیں:

> ایام حج میں اکثر حضرت مولانا (سیف اللہ المسلول) آپ (حضرت شیخ

عبداللہ سراج مکی) کے حلقہ درس کے مزے لیتے، بعض اوقات سماعت حدیث کی لذت حاصل فرماتے، یہاں تک کہ حضرت سراج العلما نے آپ کی جبین روشن میں فضل وکمال کی چمک دیکھ کر سند خاص عطا فرمائی (اکمل التاریخ: ج ۲/ص ۲۰)

مزید لکھتے ہیں:

حضرت سیف اللہ المسلول نے پہلی بار سفر حج میں جب زیارت حضور سید البشر رحمۃ للعالمین ﷺ سے عزت حضوری حاصل کی، آپ (حضرت الشیخ محمد عابد مدنی) سے سند حدیث لی۔ (اکمل التاریخ: ج ۲/ص ۱۹)

ان دونوں حضرات سے حضور سیف اللہ المسلول کو جن جن علوم اور کتب کی اجازتیں حاصل تھیں ان تمام اسناد کو حضور تاج الفحول نے اپنی کتاب ''الکلام السدید فی تحریر الاسانید'' میں درج کر دیا ہے، اہل ذوق حضرات وہاں دیکھ سکتے ہیں۔ (مطبوعہ تاج الفحول اکیڈمی، بدایوں شریف/ ۲۰۰۸)

☆☆☆

محدث مکہ حضرت شیخ جمال بن عمر مکی

حضرت شیخ جمال بن عمر مکی رحمۃ اللہ علیہ مکہ مکرمہ میں مفتیٔ احناف تھے، مرجع فتاویٰ تھے، احادیث کے حافظ اور استاذ تھے، آپ نے مکہ مکرمہ میں ۱۲۸۴ھ میں وفات پائی اور جنت المعلیٰ میں دفن کیے گئے۔ آپ کو حضرت شیخ محمد عابد بن احمد انصاری مدنی (وفات: ۱۲۵۷ھ) سے شرف تلمذ حاصل تھا۔ جیسا کہ اوپر مذکور ہوا کہ حضرت سیف اللہ المسلول نے بھی حضرت شیخ محمد عابد مدنی سے سماع حدیث کیا تھا اور شیخ نے آپ کو تفسیر وحدیث اور کتب تصوف کی اجازت مرحمت فرمائی تھی۔ حضرت شیخ محمد عابد مدنی سے تلمذ کی وجہ سے حضرت شیخ جمال بن عمر مکی اور حضور سیف اللہ المسلول کے درمیان مخلصانہ تعلقات قائم ہوئے، حضرت شیخ جمال مکی قدس سرہ حضور سیف اللہ المسلول کی بڑی عزت افزائی اور قدر ومنزلت فرماتے تھے۔

حضرت تاج الفحول جب ۱۲۷۹ھ میں حج بیت اللہ کے لیے روانہ ہو رہے تھے تو حضور سیف اللہ المسلول نے خاص طور پر حکم فرمایا تھا کہ'' مکہ مکرمہ میں حضرت شیخ جمال بن عمر مکی کی خدمت میں ضرور حاضر ہونا۔'' حضرت تاج الفحول جب مکہ مکرمہ میں حضرت شیخ کی خدمت میں

حاضر ہوئے اور آپ نے تعارف کروایا کہ مَیں مولانا فضل رسول بدایونی کا بیٹا ہوں تو حضرت شیخ جمال بن عمر مکی نے آپ کی بڑی پذیرائی فرمائی، حضرت تاج الفحول تحریر فرماتے ہیں:

لـمـا عـزمـت لـزيـارة الحرمين الشريفين عام تسع و سبعين بعد الف ومـأتيـن مـن هجرة سيد الكونين ورسول الثقلين ﷺ امرنی سيدی وسـنـدی وشيـخی وابی رضی الله تعالیٰ عنه وارضاه عنا ان استجيز ايـضـاً عـن الامام الجليل والشيخ النبيل قدوة المحدثين والمفسرين والـفـقـهـاء الـعـظـام بـبـلـد الله الحرام حجة زمانه وشيخ اوانه مولانا الـمـرحوم الشيخ جمال بن عمر قدس الله سره الاطهر فحضرت في خـدمتـه واستـفـدت مـن حضرته ولما علم انتسابی بحضرة سيدی وابی ملجائی ومآبی اكرمنی غاية الاكرام وذلك من فضل الله العلام وفصل رسوله المنعام (الکلام السدید فی تحریر الاسانید: حضرت تاج الفحول، ص۳، مطبع مجتبائی دہلی، ۱۲۹۶ھ)

۱۲۷۹ھ میں جب مَیں نے زیارت حرمین شریفین کا ارادہ کیا تو میرے والد اور شیخ سیدی وسندی (مولانا فضل رسول بدایونی) نے مجھے حکم دیا کہ مَیں وہاں پر مکہ مکرمہ کے امام جلیل، شیخ نبیل، قدوۃ المحدثین والمفسرین والفقہا، حجت زمانہ اور شیخ عصر مولانا المرحوم الشیخ جمال بن عمر قدس سرہ سے بھی اجازت حاصل کروں، لہٰذا مَیں شیخ جمال بن عمر مکی کی خدمت میں حاضر ہوا اور ان کی بارگاہ سے علمی استفادہ کیا، جب انہیں معلوم ہوا کہ مجھے سیدی وابی وشیخی (مولانا فضل رسول بدایونی) سے نسبت ہے تو انہوں نے میرا بے حد اکرام کیا، یہ اللہ اور اس کے رسول کا فضل ہے۔

اس سے پتہ چلتا ہے کہ مفتی مکہ مکرمہ حضرت شیخ جمال بن عمر مکی کی نظر میں حضور سیف اللہ المسلول کا کیا مقام ومرتبہ تھا۔

۱۲۷۰ھ میں حضور سیف اللہ المسلول تیسری مرتبہ حج بیت اللہ کے لیے تشریف لے گئے، آپ مکہ مکرمہ میں قیام فرماتھے، وہیں ایک بزرگ نے فرمائش کی کہ علم کلام وعقائد میں ایک تحقیقی کتاب تصنیف فرمائی جائے۔حضرت نے اس خواہش کا احترام کیا اور المعتقد المنتقد تصنیف فرمائی، کتاب کے مقدمے میں آپ فرماتے ہیں:

امرنی آمر وانا حل بالبلد الحرام ان اجمع مختصرافی علم العقائد والکلام جامعاً للفوائد السنیة حاویاً للعقائد السنیة، متعرضاً لضلالات النجدیین ، کما تعرض السلف لغوایات المبتدعین الماضین ، لاماطة الاذی عن طریق المسلمین ، فما امکننی الا الایتمار ،والمامور من المعذورین ،نفع اللہ بہ الناس اجمعین ، وسمیتہ بـ المعتقد المنتقد وھو مخبر عن عام تالیفہ بالعدد

(المعتقد المنتقد : ص۱۱/۱۲)

ترجمہ: جب مَیں بلد حرام (مکہ مکرمہ) میں مقیم تھا تو مجھے ایک حکم دینے والے نے حکم دیا کہ مَیں علم کلام وعقائد میں ایک مختصر کتاب لکھوں، جو فوائد کی جامع اور اہل سنت کے عقائد پر مشتمل ہو۔نجدیوں کی گمراہیوں کی طرف بھی توجہ کروں جیسا کہ سلف صالحین نے گذشتہ دور کے گمراہوں (کے ردوابطال) کی جانب توجہ فرمائی تھی۔تا کہ اہل اسلام کے راستے سے تکلیف دہ چیز دور ہو۔ میرے لیے (ان حکم دینے والے کے)حکم کو ماننے کے علاوہ کوئی چارہ نہیں تھا، جس کو حکم دیا جاتا ہے وہ حکم ماننے پر مجبور ومعذور ہوتا ہے، اللہ تعالیٰ اس کتاب سے تمام لوگوں کو فائدہ پہنچائے،مَیں نے اس کتاب کا نام ''المعتقد المنتقد'' رکھا ہے،اس نام کے اعداد کتاب کے سنہ تالیف کی خبر دیتے ہیں (یعنی یہ تاریخی نام ہے،جس سے سنہ ۱۲۷۰ھ برآمد ہوتا ہے)

اس میں حضرت نے ان حکم دینے والے کا اسم گرامی ذکر نہیں کیا مگر اس عبارت سے تین باتیں سمجھ

میں آتی ہیں:

الف: ایک تو یہ کہ حکم دینے والا کوئی عام آدمی نہیں تھا بلکہ کوئی ایسی قابل قدر شخصیت تھی جس کی بات حضور سیف اللہ المسلول کے لیے حکم کا درجہ رکھتی تھی۔

ب: یہ شخصیت علم وفضل کی مالک تھی، ورنہ عام آدمی سے اس موضوع پر ایسی کتاب کی فرمائش ذرا بعید ہے۔

ج: اگر فرمائش کرنے والا کوئی برصغیر کا باسی ہوتا تو اس کے لیے کتاب فارسی یا اردو میں لکھی جانی چاہیے تھی، حالانکہ یہ کتاب عربی میں تصنیف کی گئی، اس سے اشارہ ملتا ہے کہ یہ حکم دینے والی شخصیت عالم عرب کی کوئی ممتاز ذی علم شخصیت تھی۔

اب ان مقدمات سے نتیجہ برآمد کریں کہ حضور سیف اللہ المسلول کی ذات، آپ کا علم وفضل اور آپ کی تصنیفی صلاحیت اتنی ممتاز اور نمایاں تھیں کہ مکہ مکرمہ کی ان ذی علم اور قابل احترام شخصیت کو علم کلام وعقائد جیسے اہم اور مشکل فن پر تصنیف کتاب کی ضرورت محسوس ہوئی تو اس اہم ترین کام کے لیے ان کی نگاہ انتخاب حضور سیف اللہ المسلول پر پڑی، یہ حسن انتخاب اس حسن اعتقاد اور اعتماد کی طرف اشارہ کرتا ہے جو علمائے زمانہ کو حضور سیف اللہ المسلول پر تھا۔

☆☆☆

سیف اللہ المسلول بغداد شریف میں

فیضان صاحب بغداد

خانوادۂ قادریہ عثمانیہ کے تمام اکابر کی نسبت قادریت بہت مستحکم اور مضبوط تھی، یہ حضرات محبت غوث اعظم میں ایسے مست و سرشار تھے کہ جس کی نظیر کم ہی دیکھنے میں آتی ہے۔ ادھر بارگاہ غوثیت سے بھی ان حضرات کو خصوصی لطف و کرم اور بے پایاں عنایات سے سرفراز کیا جاتا تھا۔

حضور سیف اللہ المسلول بھی بادۂ حب غوث اعظم میں سرشار اور کاسات وصالی سے مست و بے خود تھے، یہ عشق کی وارفتگی اور جذبے کی صداقت ہے کہ جب آپ پہلی مرتبہ بغداد معلیٰ حاضر ہوئے تو عین بیداری میں جلوہ غوث اعظم کا مشاہدہ کیا۔

مولانا ضیاء القادری اکمل التاریخ میں اس واقعے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

> یہ اعزاز و وقار حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ کی نظر رحمت کا پرتو تھا، ایک طرف تو یہ عزت دی جاتی ہے کہ اپنی مسند فیض کے حقیقی وارث کے برابر بٹھایا جاتا ہے، دوسری جانب یہ وقار افزا توقیر دی جاتی ہے کہ خود بے حجاب و بے نقاب اپنے جمال جہاں آرا کی عین بے داری میں خواب کا خواب و خیال مٹا کر زیارت کرائی جاتی ہے اور اس طرح اپنے مشتاقِ جمال کو لذّت دیدار سے وارفتہ و بے خود بنایا جاتا ہے۔ اسی بے پردہ نظارۂ عارض کا نقشہ حضرت سیدی تاج الفحول قدس سرہٗ نے ایک شعر میں کھینچا ہے:
>
> وہ جن کو عین بیداری میں تھا بغداد میں تم نے
> دکھایا چہرۂ گلفام یا محبوب سبحانی
>
> (اکمل التاریخ: ج ۲/ص ۷۱/۷۲)

تذکرۃ الواصلین کے مصنف مولوی رضی الدین بسمل صدیقی لکھتے ہیں:

جب آپ بغداد شریف میں حاضر حضور پرنور ہوئے، مشاہدہ فرمایا کہ مزار مقدس

پر حضور دستگیر عالم رونق افروز ہیں۔ اُس دربار مقدس سے جو کچھ شرف واعزاز
حاصل ہوا اُس سے تمام اہل بغداد واقف ہیں۔(تذکرۃ الواصلین:ص ۲۴۱)
اسی شراب دید کی سرمستی تھی جو آپ پر ساری زندگی طاری رہی اور عالم یہ ہوا کہ جس کو آپ سے نسبت ہوگئی وہ بھی شراب عشق غوثیت سے سرشار ہوگیا۔

☆

نقیب الاشراف حضرت سید علی گیلانی

صاحب سجادہ بغداد شریف

حضور سیف اللہ المسلول سنہ ۱۲۷۸ھ/۶۲-۱۸۶۱ء میں بغداد معلیٰ حاضر ہوئے، یہ وہ زمانہ تھا جب نقیب الاشراف حضرت سیدنا سید علی گیلانی (وفات:۱۲۸۹ھ) رحمۃ اللہ علیہ آستانہ غوث الاعظم کے صاحب سجادہ تھے، حضرت نقیب الاشراف نے آپ کا بڑا اعزاز واکرام فرمایا، مولانا ضیا ءالقادری لکھتے ہیں:

جس وقت آپ دربار پُر انوار میں حاضر ہوئے آپ کی تشریف آوری کی خبر سن کر قطب الافراد نقیبِ صاحب بغداد حضرت مولانا سید علی قدس سرہ سجادہ نشین دربار مقدس خود بہ نفس نفیس مسند مطہر سے اُٹھ کر تا درِ دولت سرا تکلیف فرما ہوئے اور بہ کمال اعزاز واکرام ہاتھ میں ہاتھ ڈالے دولت خانہ فیض کاشانہ میں لے گئے اور اس سجادۂ عالی پر (جس کی حاشیہ نشینی کی آرزو میں نہ صرف مشائخ وقت واکابر دہر رہتے ہیں، بلکہ تاج ونگیں والے بھی اس سلطان دوعالم کے مسند نشینوں کی نگاہِ کرم کے ہمیشہ متمنی رہتے ہیں) لے جا کر اپنے پہلو میں جگہ دی، یہ اعزاز ووقار حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ کی نظر رحمت کا پرتو تھا۔(اکمل التاریخ:ج ۲/ص ۷۱)

حضرت نقیب الاشراف رحمۃ اللہ علیہ نے حضور غوث اعظم کے اشارۂ باطنی پر حضرت سیف اللہ المسلول کو خلافت اور اجازت حدیث عطا فرمائی۔حضرت تاج الفحول نے یہ سلسلۂ حدیث اپنی کتاب ''الکلام السدید فی تحریر الاسانید'' میں درج کیا ہے۔
اجازت وخلافت عطا فرمانے کے علاوہ حضرت نقیب الاشراف سید علی گیلانی نے اپنے فرزند

ارجمند (جو بعد میں آستانہ غوث اعظم کے صاحب سجادہ ہوئے) نقیب الاشراف حضرت سید سلمان گیلانی رحمۃ اللہ علیہ کوحکم دیا کہ وہ حضور سیف اللہ المسلول سے تلمذ حاصل کریں، مولانا ضیاء القادری لکھتے ہیں:

بغداد شریف میں آپ نے عرصے تک قیام فرمایا، حضرت نقیب صاحب نے بہ کمال کرم حضور پیران پیر کے باطنی اشارے سے مثال خلافت خاندانی عطا فرمائی اور اپنے فرزند اکبر حضرت سیدی سید سلمان صاحب کوحکم دیا کہ آپ سے تلمذ واجازت حاصل فرمائیں۔ (اکمل التاریخ: ج۲/ص۲۷)

☆

نقیب الاشراف حضرت سید سلمان گیلانی

صاحب سجادہ بغداد شریف

حضرت تاج الفحول محبّ رسول مولانا شاہ عبدالقادر بدایونی قدس سرہ بغداد معلیٰ حاضر ہوئے، اس وقت حضرت سید علی گیلانی قدس سرہ کے صاحبزادے حضرت سید سلمان گیلانی نقیب الاشراف (وفات: ۱۲۹۷ھ) اور صاحب سجادہ تھے، حضرت تاج الفحول آپ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے، آگے کا حال خود حضور تاج الفحول کی زبانی ملاحظہ فرمائیں:

مَیں آپ (نقیب الاشراف حضرت سید سلمان گیلانی قدس سرہ) کی بارگاہ میں سلام عرض کر کے چاہتا تھا کہ دور ہوکر کھڑا ہو جاؤں، اچانک حضور صاحب سجادہ کی نظر مجھ پر پڑی، آپ نے ارشاد فرمایا کہ ''کیا تم فضل رسول کے فرزند ہو؟'' اِس جلیل القدر جملے کی ہیبت سے قریب تھا کہ مَیں اپنے ہوش کھو بیٹھتا، لیکن مَیں نے خود پر قابو رکھا اور مجبوراً اپنے آپ کو ظاہر کرتے ہوئے عرض کیا کہ ''ہاں! حضرت قدس سرہٗ میرے والد تھے''۔ یہ کہہ کر مَیں فوراً بغیر طلب کیے آگے بڑھا اور حضرت کے قدموں پر لوٹ گیا۔ خلاصہ یہ کہ آپ نے فقیر کی جس طرح سے عزت وتکریم کی فقیر اس کے اظہار کی طاقت نہیں رکھتا۔ قصہ مختصر یہ کہ اس نشست میں کافی دیر تک حضرت ابی ومرشدی

(سیف اللہ المسلول) کا تذکرہ حاضرین مجلس کے سامنے آپ کی زبان فیض ترجمان پر رہا، اسی اثنا میں ایک اور بزرگ جو حاضر دربار تھے انہوں نے بھی حضرت ابی ومرشدی کے فضل وکمال کا ذکر چھیڑ دیا، اس وقت حضرت نقیب صاحب نے یہ شعر پڑھا:

فان فضل رسول الله ليس له حـد فيـعـرب عنه ناطق بفم

ترجمہ: بے شک اللہ کے رسول کے فضل کی کوئی حد نہیں کہ کوئی بیان کرنے والا اس کو بیان کر سکے۔ (ترجمہ از تحفہ فیض: حضرت تاج الفحول ص۳)

سنہ۱۳۳۲ھ/۱۴-۱۹۱۳ء میں حضور سیف اللہ المسلول کے پوتے سرکار صاحب الاقتدار حضرت مولانا شاہ مطیع الرسول عبدالمقتدر قادری بدایونی قدس سرہ بغداد معلیٰ حاضر ہوئے، آپ کے ہم راہ حضرت مولانا شاہ عاشق الرسول مولانا مفتی عبدالقدیر بدایونی اور حضرت مولانا حکیم عبدالماجد بدایونی قادری بھی تھے، مولانا عبدالماجد قادری بدایونی بغداد معلیٰ کے علما ومشائخ کی نظر حضور سیف اللہ المسلول کی قدر ومنزلت کا تذکرہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

بغداد شریف کی حاضری کی بدولت اپنے حضرت جد امجد (سیف اللہ المسلول) کی کمال شان ارفع واعلیٰ کا پتہ چلا، وہ معمر بزرگ جن کی نورانی صورتیں شان تقدس کا آئینہ تھیں، یہ سن کر کہ حضرت مولانا فضل رسول کی اولاد حاضر دربار پُرانوار ہے، ہماری فرودگاہ پر تشریف فرما ہوتے اور دیر تک حضرت جدی (سیف اللہ المسلول) قدس سرہ کے مناقب وفضائل بیان فرماتے۔ (اکمل التاریخ: ج۲/ص۴۷)

یہ غوث اعظم جیلانی قدس سرہ کی خاص عنایت اور ان کی محبت وعشق ہی کا نتیجہ ہے کہ خانوادۂ غوث الاعظم کے افراد ہوں یا بغداد شریف کے دیگر علما ومشائخ سب حضور سیف اللہ المسلول کے علمی وروحانی مقام ومرتبے کے معترف اور آپ کی شان میں رطب اللسان نظر آتے ہیں۔

سلطان العارفین حضرت خواجہ حسن شیخ شاہی سہروردی

حضرت سلطان العارفین خواجہ حسن شیخ شاہی روشن ضمیر سہروردی بدایونی عرف بڑے سرکار چھٹی صدی ہجری کے اولیائے کبار سے ہیں، حضرت سلطان المشائخ محبوب الٰہی نظام الدین اولیا رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کا ذکر خیر ''فوائد الفواد'' میں فرمایا ہے۔ آپ حضرت قاضی حمید الدین ناگوری رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ ہیں جو شیخ الشیوخ حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی قدس سرہ کے محبوب خلفا میں ہیں۔ حضرت سلطان العارفین کا وصال سنہ ۶۳۲ھ میں ہوا اور بدایوں میں سوت ندی کے کنارے آپ کو سپرد خاک کیا گیا، آپ کا مزار پر انوار آج بھی فیض بخش خاص وعام ہے۔

حضور سیف اللہ المسلول پر آپ کی خاص نظر عنایت تھی، حضرت آپ کے مزار پر انوار پر کثرت سے حاضری دیتے اور مخصوص فیوض و برکات پاتے، مولانا ضیاء القادری لکھتے ہیں:

> بدایوں میں جب آپ (سیف اللہ المسلول) رونق افروز ہوتے تو نسبت سہروردیہ کا رنگ گلگونۂ عارض پر نور بنتا۔ اس کا اظہار اس طرح ہوتا کہ بعد نماز عشا جب آمد و رفت بند ہو جاتی اور تنہا فقط آپ ہی مسجد مدرسہ میں رہ جاتے، تو شب بھر آپ آستانہ حضرت سلطان العارفین شیخ شاہی روشن ضمیر موئے تاب سہروردی رحمۃ اللہ علیہ میں حاضر رہ کر اذکار و اشغال میں محو رہتے۔ مدرسہ عالیہ سے شب کو چل کر بارگاہ حضرت شاہ ولایت بدر الدین موئے تاب سہروردی بدایونی رحمۃ اللہ علیہ میں ہوتے ہوئے حضرت شیخ شاہی کے مزار فائز الانوار پر بطور معمول اکثر جاتے۔ اُس طرف سے بھی حجاب اُٹھا دیے گئے تھے، بے پردہ حضوری ہوتی تھی، متواتر چلّہ کشی کی جاتی، اعمال و اوراد کی زکوٰۃ دی جاتی، رات کو وہیں مقیم رہ کر فجر کی نماز مدرسہ آ کر ادا فرماتے۔ (اکمل التاریخ: ج۲/ص۸۴-۸۳)

غرض کہ حضرت سلطان العارفین قدس سرہ کی بارگاہ میں حضور سیف اللہ المسلول کو بڑی

خصوصیت اور محبوبیت حاصل تھی، حضرت سلطان العارفین کی نگاہ ولایت میں حضور سیف اللہ المسلول کا کیا مقام ومرتبہ تھا اس بات کا اندازہ اس سے ہوتا ہے کہ حضرت سلطان العارفین نے بہ اشارۂ باطنی آپ کو مسئلۂ توسل واستعانت پر ایک کتاب کی تصنیف پر مامور فرمایا۔

اس کی تفصیل یہ ہے کہ حضرت سیف اللہ المسلول کے عزیزوں میں سے کوئی صاحب ''السلام علیك ایها النبی الکریم'' کا ورد کرتے تھے اس پر فرقہ وہابیہ کے ایک رکن مولوی حیدر علی ٹونکی نے ان پر شرک کا حکم لگا دیا، ورد پڑھنے والے صاحب نے حضور سیف اللہ المسلول سے پورا ماجرا بیان کیا، حضرت نے مختصر جواب عنایت فرما دیا۔ اس کے بعد حضرت مولانا محمد عبد الکریم صاحب نے حضرت کی بارگاہ میں درخواست کی کہ اس موضوع پر ایک مستقل رسالہ تالیف فرما دیں، حضرت سیف اللہ المسلول نے درس وتدریس اور دیگر مشغولیات کی بنیاد پر عذر ظاہر کیا۔

ایک روز حضرت سیف اللہ المسلول سلطان العارفین حضرت شیخ شاہی روشن ضمیر سہروردی بدایونی عرف بڑے سرکار رحمہ اللہ علیہ کے مزار اقدس کی زیارت کے لیے تشریف لے گئے، جب فاتحہ کے لیے مزار مبارک کے قریب پہنچے تو آپ نے دیکھا کہ حضرت بڑے سرکار کا مزار مبارک شیشے کی طرح شفاف ہے اور صاحب مزار اپنی قبر میں بیٹھے ہوئے قرآن کریم کی تلاوت فرما رہے ہیں، حضرت بڑے سرکار نے حضرت سیف اللہ المسلول کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا کہ'' تمام مصروفیات کو چھوڑ کر جلدی اس رسالے کی تالیف کرو جس کی تالیف کے لیے تم سے کہا جا رہا ہے'' چنانچہ حضرت بڑے سرکار رحمۃ اللہ علیہ کے حکم کی تعمیل میں آپ نے رسالہ '' احقاق حق'' تصنیف فرمایا (ترجمہ ملخصاً از ''البوارق المحمدیہ'': ص ۱۲۸)

☆☆☆

سیف اللہ المسلول اور فیضان چشت

قطب الاقطاب خواجہ قطب الدین بختیار کاکی

حضور سیف اللہ المسلول کو حضرت قطب الاقطاب خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ سے ایک خاص عقیدت ونسبت تھی، آپ نے متعدد مرتبہ حضرت خواجہ قطب کے زار پرانوار پر چلہ کشی کی تھی، حضرت خواجہ قطب بھی آپ پر خاص نظر عنایت فرماتے تھے، ہندوستان میں جب وہابیت کا آغاز ہوا اور تحریر وتقریر کے ذریعے لوگوں کو گمراہ کیا جانے لگا تو حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ کے اشارۂ باطنی پر حضور سیف اللہ المسلول نے اپنی مشہور زمانہ کتاب بوارق محمدیہ تصنیف فرمائی ۔ اس سلسلے میں حضور تاج الفحول نے اپنی کتاب تحفہ فیض میں ایک واقعہ نقل فرمایا ہے جس سے اندازہ ہوتا ہے کہ حضور سیف اللہ المسلول پر حضرت خواجہ قطب رحمۃ اللہ علیہ کی کیسی خاص نظر کرم تھی ۔

حضرت تاج الفحول تحریر فرماتے ہیں کہ ایک روز حضرت سیف اللہ المسلول دہلی میں حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے مزار پر حاضر ہوئے، آپ نے دیکھا کہ حضرت خواجہ قطب صاحب تشریف فرما ہیں اور آپ کے دونوں ہاتھوں پر کتابوں کا انبار ہے، کتابوں کا یہ انبار اتنا بلند ہے کہ آسمان تک پہنچ رہا ہے، حضرت نے عرض کیا کہ ''آپ نے یہ تکلیف کیوں گوارا فرمائی ؟'' حضرت خواجہ قطب نے ارشاد فرمایا کہ ''یہ تمہارے لیے ہے، یہ کتابیں لے لو اور ان کی مدد سے شیطانی فتنے کو دفع کرو''، چنانچہ حضرت سیف اللہ المسلول نے اسی اشارۂ باطنی کے بعد بہ عجلت تمام بوارق محمدیہ تصنیف فرمائی ۔ (ترجمہ ملخصاً از تحفہ فیض: ص ۲۶)

☆☆☆

اکابر مارہرہ مطہرہ اور سیف اللہ المسلول

شمس مارہرہ حضور اچھے میاں مارہروی

شمس مارہرہ حضور شمس الدین آل احمد اچھے میاں مارہروی قدس سرہ (وصال: ۱۲۳۵ھ) اپنے وقت کے غوث اور قطب زمانہ تھے، حضور سیف اللہ المسلول کے والد ماجد حضرت شاہ عین الحق عبد المجید قادری قدس سرہ حضور اچھے میاں قدس سرہ کے مرید خاص، محرم اسرار، خلیفہ مجاز اور مخصوص خدام میں تھے، آپ کے گھر متواتر صاحبزادیاں تولد ہوتی تھیں، آپ کی اہلیہ کو فرزند ارجمند کی تمنا تھی، آپ اپنے شوہر سے کہتیں کہ آپ اپنے پیرومرشد حضور اچھے میاں قدس سرہ سے عرض کریں کہ وہ ہمارے لیے دعا فرمائیں کہ اللہ ہمیں فرزند سعید کی دولت سے نوازے، مگر حضور شاہ عین الحق عبد المجید قدس سرہ پاس ادب سے عرض نہ کرتے، آخر حضور اچھے میاں قدس سرہ کو کشف کے ذریعے آپ کی اس خواہش کا علم ہوگیا، آپ نے دعا فرمائی، شمس مارہرہ کی دعا بارگاہ ایزدی میں قبول ہوئی اور اللہ تعالیٰ نے حضور شاہ عین الحق عبد المجید قدس سرہ کو حضور سیف اللہ المسلول کی صورت میں ایک فرزند جلیل عطا فرمایا۔ حضور شمس مارہرہ قدس سرہ نے اپنے کشف سے فرزند کی ولادت کی خبر جان لی اور حضور شاہ عین الحق کو مبارک باد دیتے ہوئے اس فرزند سعید کا نام ''فضل رسول'' تجویز فرمایا اور اس نومولود کو اپنا معنوی فرزند قرار دیا۔ مولانا ضیاء القادری لکھتے ہیں:

> قبل اس کے کہ مکان سے اس مولود مسعود کی خبر مارہرہ مطہرہ میں پہنچے، حضرت سید الاولیا حضور اچھے صاحب نے مبارک باد کے طور پر خوش خبری ولادت حضرت مولانا شاہ عبد المجید صاحب کے گوش گذار کر دی تھی، نہ صرف خوش خبری بلکہ آئندہ اس نونہال کے فضل و کمال اور حسن مآل کی بشارت بھی دے دی تھی، چنانچہ بعد ولادت خود حضور پُرنور نے اس تصویر فضل و کمال کا نام 'فضل رسول' رکھا اور معنوی طور پر اپنا فرزند قرار دیا۔ (اکمل التاریخ: ج۲/ص۲)

حضور سیف اللہ المسلول نے جب فرنگی محل لکھنؤ سے درسیات کی تکمیل فرمالی تو حضور اچھے میاں قدس سرہ نے فرمایا کہ اب فن طب کی تحصیل کرو کیوں کہ اللہ تعالیٰ کو تمہاری ذات سے دینی اور دنیاوی ہر طرح کا فیض جاری کرنا منظور ہے، مولوی رضی الدین بسمل لکھتے ہیں:

> آپ وطن آ کر حاضر مارہرہ شریف ہوئے، حضور اقدس جناب اچھے میاں صاحب آپ کو دیکھ کر نہایت مسرور ہوئے اور دعائیں دے کر فرمایا ''اب فن طب کی بھی تکمیل کر لینا ضروری ہے کہ خدا تعالیٰ کو تمہاری ذات سے ہر طرح کا دینی و دنیاوی فیض کا اجرا منظور ہے''، چنانچہ حسب الحکم آپ نے بمقام دھولپور جناب حکیم سید ببر علی صاحب مرحوم و مغفور سے کہ سادات رضویہ موہان علاقہ لکھنؤ سے تھے، صنعت طب کی تکمیل علماً و عملاً فرمائی۔
> (تذکرۃ الواصلین: ص ۲۳۹)

مولانا ضیاء القادری نے بھی اکمل التاریخ میں اس بات کی طرف اشارہ کیا ہے، لکھتے ہیں:

> مکان آنے پر والد بزرگوار کی زیارت کے لیے جب مارہرہ شریف حاضر ہوئے اور حضور اچھے میاں رحمۃ اللہ علیہ کی قدم بوسی اور حضوری نصیب ہوئی، وہاں سے بھی تحصیل طب کا حکم ہوا۔ (اکمل التاریخ: ج ۲/ص ۱۰۹)

مولانا غلام شبر قادری نوری (خلیفہ مجاز حضور سید شاہ ابوالحسین نوری میاں قدس سرہ) لکھتے ہیں:

> (حضور شمس مارہرہ نے) حضرت مولانا فضل رسول صاحب رحمۃ اللہ علیہ صاحبزادہ مولانا (عین الحق عبدالمجید قادری بدایونی) مرحوم کو حکماً طب شروع کرائی اور چند روز بعد فرمایا اُن کو بلا لو وہ طبیب حاذق ہو گئے۔
> (مدائح حضور نور: مولانا غلام شبر قادری نوری، ص ٦٦)

پیر و مرشد کے حکم کے مطابق حضور شاہ عین الحق عبدالمجید قدس سرہ حضرت سیف اللہ المسلول کو دھول پور سے بلانا ہی چاہتے تھے کہ اسی درمیان حضور شمس مارہرہ قدس سرہ کا زمانہ وصال قریب آ گیا، وصال سے قبل آخری رات میں حضور شمس مارہرہ قدس سرہ نے حضرت شاہ عین الحق عبدالمجید قادری بدایونی قدس سرہ کو تخلیہ میں بلا کر بہت سارے روحانی خزانے عطا

فرمائے اور ساتھ ہی حضور سیف اللہ المسلول کے دست شفا کی بھی خوش خبری سنائی، مولوی رضی الدین بسمل لکھتے ہیں:

> ہنوز آپ دھول پور میں تھے کہ سانحہ انتقال حضور اقدس جناب اچھے میاں صاحب درپیش آیا۔ شب انتقال سے تخلیہ میں حضور اقدس نے اعلیٰ حضرت شاہ عین الحق عبد المجید صاحب کو طلب فرما کر جہاں اور طرح طرح کے بشارات وفیوض سے آپ کو مالا مال فرمایا از اں جملہ حضرت ممدوح (سیف اللہ المسلول) کے دست شفا کی بھی مبارک باد دی۔ (تذکرۃ الواصلین: ص۲۳۹)

ان روایات کی روشنی میں یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ حضور سیف اللہ المسلول پر حضور اچھے میاں قدس سرہ کی خاص نظر عنایت تھی، آپ کی تمام تر علمی عظمت وجلالت اور وسیع تر دینی خدمات یہ محض حضور اچھے میاں قدس سرہ کی دعاؤں کا نتیجہ تھی، اس بات کو یوں بھی کہا جائے تو غلط نہ ہوگا کہ حضور سیف اللہ المسلول کا وجود مسعود حضور شمس مارہرہ اچھے میاں قدس سرہ کی مجسم کرامت تھا۔

☆

شہزادۂ خاتم الاکابر حضرت سید شاہ ظہور حسین قادری مارہروی

خاتم الاکابر سیدنا شاہ آل رسول مارہروی قدس سرہ کے صاحبزادے اور تاج دار مارہرہ حضور احمد نوری کے والد ماجد حضرت سید شاہ ظہور حسین قادری مارہروی قدس سرہ نے حضور سیف اللہ المسلول کی وفات پر قطعہ نظم فرمایا:

شد بہ جنت زیں جہاں فضل رسول
ذات پاکش داشت شان اطہری
سال رحلت ہاتف غیبی بہ گفت
بود نورِ خاندانِ قادری

(طوالع الانوار مرتبہ مولانا انوار الحق عثمانی، ص۹۱، مطبوعہ تاج الفحول اکیڈمی بدایوں ۲۰۰۸ء)

☆

تاجدار مارہرہ حضرت سید شاہ ابوالحسین احمد نوری قادری مارہروی

تاجدار مارہرہ حضور سیدنا شاہ ابوالحسین احمد نوری مارہروی قدس سرہ نے حضور سیف اللہ المسلول کے وصال پر عربی جملوں میں آپ کا سنہ وفات برآمد کیا ہے، یہ دس جملے ہیں جن میں ہر ایک سے حضور سیف اللہ المسلول کا سنہ وفات ۱۲۸۹ھ برآمد ہوتا ہے، فرماتے ہیں:

فضل رسول طیب حمید ۱۲۸۹ھ رضی عنه الله المجید ۱۲۸۹ھ

عاش هو عابد لربه ومات وهو المحمود ۱۲۸۹ھ علیه رضوان الله الودود ۱۲۸۹ھ

دخل جنات النعیم ۱۲۸۹ھ انه لفاز بفوز عظیم ۱۲۸۹ھ

نور الله الحي مضجعه ۱۲۸۹ھ وجعل لحاق جنات شرعه ۱۲۸۹ھ

خلده الله الحي بحبوحة جنانه ۱۲۸۹ھ وروحه برضوانه ۱۲۸۹ھ

☆

نواسہ خاتم الاکابر سید شاہ حسین حیدر قادری مارہروی

آپ خاتم الاکابر سیدنا شاہ آل رسول قادری برکاتی قدس سرہ کے حقیقی نواسے، تاجدار مارہرہ سیدنا شاہ ابوالحسین احمد نوری مارہروی قدس سرہ کے پھوپھی زاد بھائی اور برادر نسبتی تھے، سید شاہ آل عبا بشیر حیدر مارہروی کے والد ماجد اور سید العلما حضرت سید آل مصطفیٰ میاں اور احسن العلما حضرت سید حسن میاں مارہروی کے حقیقی دادا تھے، آپ کی تعلیم و تربیت مدرسہ قادریہ بدایوں شریف میں حضرت تاج الفحول کے زیر سایہ ہوئی، اپنے نانا حضرت خاتم الاکابر کے دست حق پرست پر بیعت ہوئے اور اجازت و خلافت سے نوازے گئے۔

حضور سیف اللہ المسلول کے وصال پر آپ نے کئی تاریخی قطعات نظم کیے جن میں حضور سیف اللہ المسلول بارے میں اپنے جذبات کا اظہار فرمایا ہے، آپ فرماتے ہیں:

مقبول درگاہ نبی محبوب حق فضل رسول عالی ہمم بحر کرم شاہ زماں فخر جہاں

آن عاشق محبوب رب شد محو بغداد و عرب از لفظ بغداد و عرب تاریخ رحلت شد عیاں

(مرجع سابق: ص ۹۲)

ایک دوسرے قطعے میں آپ فرماتے ہیں:

وہ فضل رسول جہاں ماہ عرفاں
نہاں آہ وہ ہادئ کل ہوا آج
جو ہاتف سے مَیں نے سن فوت پوچھا
یہ بولا چراغ ہدی گل ہوا آج

(طوالع الانوار مرتبہ مولانا انوار الحق عثمانی)

☆

وارث مسند نوریہ حضرت سید شاہ مہدی حسن قادری مارہروی

حضور خاتم الاکابر کے پوتے زیب سجادہ مسند نوریہ حضرت سید شاہ مہدی حسن میاں قادری برکاتی قدس سرہ حضور سیف المسلول کی شان میں فرماتے ہیں:

بحر علم و بحر عرفاں ہیں وہ خضر راہ دیں
ان کا روضہ ہے نمونہ مجمع البحرین کا
آگیا پھر موسم عرس شہ فضل رسول
دن خوشی کا ، وقت فرحت کا ہے ، موقع چین کا
یا معین الحق شہ فضل رسول نامور
بحر عین حق مجھے اقبال دے دارین کا

حضور سیف اللہ المسلول کے عرس کے موقع پر سنہ ۱۳۰۰ھ میں جب زیب سجادہ مسند نوریہ حضرت سید شاہ مہدی حسن میاں بدایوں تشریف لائے تو آپ نے محفل عرس میں اپنی تازہ منقبت پیش فرمائی، منقبت کے بعض اشعار حسب ذیل ہیں:

ہے فضل رسول خدا جن کا نام
یہ اس شاہ کے عرس کی انجمن ہے
کرم خاص ہے شاہ جیلاں کا اس پر
جو غوث دو عالم ہے قطب زمن ہے

وہ ہے حضرت آل احمد کا پیارا
شہ عین حق کی وہ جاں ہے وہ تن ہے
کمالات لینے کو علم وعمل کے
ہوا حاضر عرس مہدی حسن ہے

☆

حضرت سید محمد اشرف قادری مارہروی

شرف ملت حضرت سید محمد اشرف میاں قادری برکاتی حضرت احسن العلما قدس سرہ کے فرزندار جمند ہیں، اپنی تحریر وتقریر اور تفکیر وتدبیر کی بنیاد پر علمی اورادبی حلقوں میں ایک ممتاز مقام رکھتے ہیں۔آپ نے حضرت سیف اللہ المسلول کے مجموعہ رسائل پر تقریظ قلم بند فرمائی ہے۔فرماتے ہیں:

سیف اللہ المسلول حضرت علامہ فضل رسول قادری بدایونی علیہ الرحمۃ اپنے زمانے کے ان علمائے حق میں ممتاز تھے جو بہ یک وقت بوریہ فقر، تخت ارشاد اور مسندِ افتا کو رونق بخشتے تھے۔ وہ برصغیر میں فتنۂ نجدیت کی نشو ونما کے عینی شاہد تھے اور اس فتنے کا مقابلہ کرنے والے اولین علمائے اہل سنت میں یگانہ تھے۔

علامہ فضل رسول کی تمام نسبتیں اعلیٰ وارفع تھیں، نسبت بیعت وخلافت اپنے والدِ ماجد حضرت شاہ عین الحق عبد المجید بدایونی قدس سرہٗ سے حاصل ہوئی جو غوث وقت شمس مارہرہ حضرت سید شاہ آلِ احمد اچھے میاں قادری برکاتی رحمۃ اللہ علیہ کے چہیتے مرید اور خلیفہ تھے۔ نام 'فضل رسول' بھی دادا مرشد حضرت اچھے میاں قدس سرہ نے عطا فرمایا تھا اور تکمیل علم دین کے بعد طب کی تعلیم کی ترغیب بھی اسی بارگاہ سے ملی۔ حضرت علامہ فضل رسول نے زانوئے تلمذ حضرت مولانا نور الحق قدس سرہ کے سامنے تہہ کیا جو مرکز علم فرنگی محل اور حضرت بحر العلوم قدس سرہٗ کی نسبتوں کے فیضان کے باوصف

دنیائے علم میں امتیازی شان رکھتے تھے، معتکف ہوئے تو قطب دہلی حضرت سیدنا قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ کے آستانے میں، جو مجمع اولیا میں ایک نرالی شان کے مالک ہیں، غرض یہ کہ ان سب بڑوں کی نسبت نے اس بڑے کی بڑائی کو مزید مستند بنا دیا۔ (تقریظ مجموعہ رسائل فضل رسول: ص ۷، رضا اکیڈمی، ممبئ)

حضرت سیف اللہ المسلول کی تصانیف کے بارے میں تحریر فرماتے ہیں:

ان رسائل کا مطالعہ کیجیے تو محسوس ہوتا ہے کہ علامہ فضل رسول قدس سرہ کے سینے میں عشقِ رسول کا دریا موج زن تھا اور اسی کا فیضان تھا کہ اختیارِ مصطفےٰ سے لے کر آثارِ مصطفےٰ تک کوئی معاملہ ہو، کیسا ہی مسئلہ ہو، مصنف ہر جگہ دادِ تحقیق دیتا نظر آتا ہے۔ قرآنی آیات، مستند احادیث، اقوال اسلاف، منطقی جواز، غرض یہ کہ کوئی گوشہ تشنہ نہیں چھوڑا۔ مجموعی طور پر ان رسائل میں حضرت علامہ بدایونی جس عقیدہ وایمان پر زور دیتے نظر آتے ہیں، اس کا عطر یہ ہے:

بہ مصطفےٰ برساں خویش را کہ دیں ہمہ اوست
اگر بہ او نہ رسیدی تمام بولہبی ست

(مرجع سابق: ص ۸)

☆☆☆

سیف اللہ المسلول کا مقام ہم عصر علما کی نظر میں

استاذ مطلق علامہ فضل حق خیر آبادی

استاذ مطلق، امام الحکمۃ والکلام علامہ فضل حق خیر آبادی (ولادت: ۱۲۱۲ھ/ ۱۷۹۷ء- وفات: ۱۲۷۸ھ/ ۱۸۶۱ء) علوم نقلیہ میں عبقریت، علوم ادبیہ میں امامت اور علوم عقلیہ میں درجہ اجتہاد پر فائز تھے۔ ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی میں آپ نے قائدانہ کردار ادا کیا تھا۔ مولوی اسماعیل دہلوی کی کتاب تقویت الایمان پر سب سے پہلے آپ ہی نے تنقیدی نگاہ ڈالی تھی۔ حضور سیف اللہ المسلول سے آپ کے دوستانہ اور مخلصانہ مراسم تھے۔ آپ نے کئی جگہ نہایت بلند و بالا الفاظ میں حضور سیف اللہ المسلول کی علمی عبقریت کا اعتراف کیا ہے۔ ایک علمی مسئلے کی تحقیق کے سلسلے میں حضور سیف اللہ المسلول نے علامہ فضل حق خیر آبادی کی خدمت میں مکتوب تحریر کیا، اس مکتوب کے جواب میں علامہ نے جو خط تحریر فرمایا اس سے علامہ کی نظر میں حضور سیف اللہ المسلول کی قدر و منزلت کا اندازہ ہوتا ہے۔ علامہ فضل حق خیر آبادی خط کی تمہید میں فرماتے ہیں:

فانی القی الیّ کتاب کریم مسك الشمیم،ازریٰ نثره الدر النظیم،ونشر نشأه النسیم ، منسقاً من راح شراب مزاجه من تسنیم ،کاساً لا لغو فیها ولا تأثیم،فسلی الهیام واروئ الیهیم ،فسقی السقیم ورقی السلیم واسی الکلیم و احیٰ الرمیم (شبہ لزومات اعتباریہ درعقول مفارقہ: ورق ۱۵/ب، بحوالہ خیر آبادیات: ص۲۵۵/ ۲۵۶)

ترجمہ: مجھے ایک معزز خط موصول ہوا جو بوئے مشک افزا ہے، جس کی نثر نے منظوم موتیوں کو بھی شرما دیا، اور جس کی خوشبو کو باد نسیم نے بکھیرا، جس میں جام تسنیم کی ایک شراب کی آمیزش ہے، ایسا جام جس میں کسی قسم کی لایعنی بات اور گناہ میں ڈالنے کا شائبہ تک نہیں ہے، جس نے دل مضطر کو تسلی دی، اور پیاسے کی پیاس بجھائی، اور بیمار کو شفا بخشی، اور مار گزیدہ کا علاج کیا، اور زخمی کو ٹھیک کر دیا، بلکہ قبر سے بوسیدہ ہڈی کو زندہ کر دیا۔

یہ خط کس عظیم الشان شخصیت کا تھا اس کے بارے علامہ فضل حق خیرآبادی فرماتے ہیں:

من المهيم ،الاروع العميم، الاورع المزيم، الهمام العلى الهمم والغريم ذى الخلق الوسيم ، والخلق الجسيم، الحليم العليم، المتكلم الحكيم، الذكى الزكى الخيم،الفرع الفارع الذى فرع ذوائب الفروع، والاصيل المجدد الرائى الذى برع فى تأصيل الاصول، فيعقل اليه العقول، بحل عقل المعقول، وينقل اليه الرجال رجالاً وعلى كل ضامر ليميزوا نقل المنقول ، المولى لمفصلالقبول، مولانا ومخدومنا المولوى فضل رسول، ادام الله لارشاد الرواد،ارفاد الوراد، فى ظل سابغ وعيش سانع بمحمد واله الامجاد صلى الله عليه وسلم. (مرجع سابق: نفس صفحہ)

ترجمہ: بے پناہ حسن وخوبی کے مخزن، تقوی اور پرہیز گاری کے فرد منفرد، بلند حوصلہ کے مالک بے مثال رہبرورہنما ، بہترین اخلاق کے حامل اور بلند قد وقامت والے کرم فرما، بردباری سے مزین اور علم سے آراستہ، فن کلام کے ماہر دانشمند، بیدار ذہن، پاکیزہ مزاج والے، بے پناہ استنباط کی صلاحیت رکھنے والی ہستی، جس نے فروع کے استنباط کے گیسوسنوارے، پختہ اور بالغ نظر مجدد جواصول کی بنیاد رکھنے میں کامل مہارت رکھتے ہیں، اس لیے معقولات کی عقدہ کشائی کی خاطر غیر معمولی عقل وخرد والا شخص بھی ان کی پناہ میں آتا ہے، اور مردان ذی ہوش ان کی خدمت میں پیدل چل کر حاضر ہوتے ہیں، یا لاغر سواری پر آتے ہیں، تا کہ منقول کی روایت میں شعور امتیاز پائیں، قبولیت کے دست وبازو کے مالک، ہمارے رہبر اور ہمارے مخدوم مولوی فضل رسول، اللہ تعالی انہیں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کی عظمت والی اولاد کے صدقے میں تشنگان معرفت کی رہنمائی اور جوق در جوق آنے والوں کی امداد کے لیے ہمیشہ کشادہ سائبان اور خوشگوار آسائش میں رکھے۔

حضور سیف اللہ المسلول نے علم کلام وعقائد میں بہ زبان عربی ایک نہایت تحقیقی کتاب ''المعتقد المنتقد'' تصنیف فرمائی، جب یہ کتاب علامہ فضل حق خیرآبادی کی خدمت میں پیش کی گئی تو انہوں نے کتاب پر قلم برداشتہ تقریظ تحریر فرمادی۔اپنی تقریظ میں حمد وثنا کے بعد تحریر فرماتے ہیں:

وبعد فقد طالعت الرسالة التی صنفها و رصفّها مولانا الاودع الاروع الاورع، البارع المتبرع، الفارع المتفرع، الضارع المتضرع، ذوالمناقب الثواقب الجليلة، والانظار الثواقب الدقيقة، الجامع بين العلوم العقلية والنقلية، ومعارف الشريعة والحقيقة، طلاع الثنايا والنجاد، ذائع الصيت فی انجاد الحقوفلّ قرن طلعمن النجد فی الاغوار والانجاد، العريف العرّيف، الشريف الغطريف، الصفی الخفی، الحصی الحفی مولانا المولوی فضل الرسول القادری الحنفی متع اللّٰه المومنين بطول بقائه وصانه فی حرزه ووقائه۔ وجعل خير ايامه يوم لقائه۔(المعتقد المنتقد:ص۱/۲)

ترجمہ: واضح ہو کہ مَیں نے اُس رسالے کا مطالعہ کیا جس کی تصنیف وتالیف ان مولانا نے کی ہے جو نہایت ہی باصلاحیت، بہت بیدار مغز، نہایت پرہیزگار ہیں، جو اپنے معاصرین پر فوقیت رکھتے ہیں، اور بے مانگے عطا فرمانے والے ہیں، بلند وبالا جاہ وعظمت کے مالک اور ان میں وہ اپنے معاصرین میں بے مثل ہیں، خشیت الٰہی سے متصف اور گریہ وزاری سے آراستہ ہیں، روشن اور جلیل القدر مناقب والے اور دور رس دقیق نگاہوں کے مالک ہیں، علوم معقول ومنقول اور شریعت وحقیقت کی معرفتوں کے جامع ہیں، حقیقت ومعارف کی اونچی اونچی چوٹیوں اور بلندیوں پر فائز ہیں، حق کی نصرت میں اور ہر نشیب وفراز میں مقام نجد سے نمودار ہونے والے سینگ کو کند کرنے میں زبردست شہرت رکھتے ہیں، رہبر قوم وملت، معزز سردار، پاکیزہ باطن، قابل احترام اور بے پناہ عقل وہوش کے مالک، مولانا مولوی فضل الرسول قادری حنفی۔اللہ تعالی

مؤمنوں کوان کی درازی عمر سے بہرہ مند فرمائے، اور انہیں اپنی خاص حفاظت و نگہداشت سے نوازے، اور اللہ کرے کہ ان کا سب سے بہترین دن وہ ہو جب اللہ انہیں اپنی ملاقات کا شرف بخشے۔

یہ تو مصنفِ کتاب کے بارے میں علامہ خیر آبادی کی رائے تھی، اب ذرا کتاب المعتقد المنتقد کے بارے میں بھی ان کی رائے دیکھتے چلیں، فرماتے ہیں:

فاذا هی مع وجازتها جامع لحقائق العقائد،دافع لمکائد اهل الحقائد، کلّها تبیان و اصراح للحق الصراح، وتبئینٌ لاوضاع الهدیٰ وایضاح، طلاع مطالع عباراتها الفصاح، لصبح الحق الصابح اصباح وافصاح، ولظلام ظلم المبطل کشف و فضاح، وتلائم الکلم التی سردت فیها بالاقتراح، اِلآم للقرائح بِالهام الحق القراح، وکلم وقرح وجرح لمن اجترح الافساد والاستجراح، یهتدی بها الضلیل الی سنن اهل السنة السنیة، ویرتوی بها الغلیل من شریعة الشریعة البیضاء النهیة، قد فصح بها فرق الفرق بین العقائد الحقة الدینیة، وبین اباطیل الفرق الدنیة، وافتضحبها عوارالاعاور والردیة، من المعتزلة والنجدیة، فاذ قد نجد بها الحق نجودا، ترك کل نجدی منکودا منجودا،بل هالکاً ملحودا ،یجد علیها کل من بغیٰ وطغیٰ وجدا،ویجد بها کل من بغیٰ فوجد الرشد فیجد بها وجودا،(مرجع سابق:ص۳/۲)

(جب مَیں نے کتاب المعتقد المنتقد کا مطالعہ کیا تو مجھے پتہ چلا کہ) واقعتاً یہ (کتاب) اپنے اختصار کے باوجود عقائد کے حقائق پر مشتمل ہے اور کینہ پروروں کے فریبوں کا ازالہ کرنے والی ہے، بلکہ سارے کا سارا رسالہ روشن حق کی تشریح وتوضیح ہے اور راہ راست کے مسائل کی وضاحت وتفسیر ہے، اس کی فصیح عبارتوں کے افق سے روشن صبح حق کی جلوہ نمائی ہوتی ہے، اور اہل باطل

کے ظلم وستم کی تاریکیوں کا پردہ چاک ہوتا ہے اور بھرم کھلتا ہے، اور گفتگو کی وہ لڑیاں جو اس میں فی البدیہہ پروئی گئی ہیں ان سے روشن حق کی معرفت کے ذریعے زخموں کا مرہم ہوتا ہے، وہ فساد وجارحیت کے مرتکبین کو زخم پہنچاتا ہے، ٹھیس دیتا ہے اور ضرب کاری لگاتا ہے، گمراہ ان کے ذریعے اہل سنت کے روشن راستوں کی طرف راہ پاتا ہے، اور پیاسا ان کے ذریعے روشن شریعت کے دائمی اور محفوظ چشمے سے سیراب ہوتا ہے، اس کے ذریعے انہوں نے مذہبی سچے عقائداور گھٹیا فرقوں کی لایعنی باتوں کے درمیان خط امتیاز کو روشن کیا، اور اس کے ذریعے معتزلہ اور نجدیوں جیسے عقل کے اندھوں کے گھٹیا عیبوں کا پردہ فاش کیا ہے، چنانچہ اس کے ذریعے انہوں نے حق کو بالکل واضح کردیا، اور ہر نجدی کو شکست خوردہ اور زمیں بوس کردیا بلکہ ہلاک اور زیرلحد کردیا، جس پر ہر ظلم وسرکشی کرنے والا غیظ وغضب میں خوب جل رہا ہے، اور حق کا ہر متلاشی اس کے ذریعے راہ حق کو پاتا ہے، اس لیے وہ اس پر شاداں اور حالت وجد میں ہوجاتا ہے۔

یہ ہے ایک امام حکمت وکلام کی نظر میں حضور سیف اللہ المسلول جیسے امام وقت کا مقام ومرتبہ۔ اس سے آپ حضور سیف اللہ المسلول کی علمی قدر ومنزلت کا اندازہ لگاسکتے ہیں۔

☆

مفتی صدرالدین آزردہ دہلوی

حضرت مفتی صدرالدین آزردہ (ولادت: ۱۲۰۴ھ/ ۱۷۸۹ء- وفات: ۱۲۸۵ھ/ ۱۸۶۸) صدر الصدور دہلی حضرت سیف اللہ المسلول کے معاصر اور گہرے دوست تھے، مفتی صدرالدین آزردہ کے علم وفضل کا اندازہ اس بات سے کیجیے کہ ان کے بارے میں مولانا ابوالکلام آزاد لکھتے ہیں:

علاوہ اورفنون کے فارسی وعربی کی ادبی فضیلت میں اس پائے کے عالم تھے کہ ان کے بعد پھر کوئی ویسا عالم نہ ہوا (آزاد کی کہانی خود آزاد کی زبانی: ص ۶۶)

حضورسیف اللہ المسلول کی کتاب المعتقد المنتقد جب مفتی صدرالدین آزردہ کے پاس پہنچی تو انہوں نے ان الفاظ میں حضورسیف اللہ المسلول کی شان میں خراج عقیدت پیش کیا:

وبعد فانی نظرت فی الرسالة البالغة،والعجالةالنافعة التی الفها الحبر المدقق،النحریر المحقق،الفاضل الکامل،العالم الفائق،البحر الخضم،الالمعی اللوذعی،الاحوذی الاصمعی مولانا المولوی فضل الرسول البدایونی القرشی القادری فی تحقیق العقائد (المعتقد المنتقد:ص۵)

ترجمہ: (خطبے کے بعد) میں نے اس رسالہ کاملہ اور عجالہ نافعہ کو دیکھا جس کو دانشمند مدقق، ماہر محقق، فاضل کامل، بلند رتبہ عالم، دریائے بے پایاں، روشن طبع، سریع الفہم، ماہر اور ذہین مولانا مولوی فضل رسول بدایونی قریشی قادری نے عقائد کی تحقیق میں تالیف فرمایا ہے۔

پھر آگے لکھتے ہیں:

وجدتها اجود لفظاً،واحسن معناً،واغر نظماً،وازهر حكماً،وارفع شاناً،وامنع مكاناً،لایدانیها کتاب قد صنف فی علم الکلام،ولا یساویها رسالة قد الفت فی هذالمرام (مرجع سابق:ص۵)

ترجمہ:مَیں نے اس رسالے کو لفظ ومعنی کے اعتبار سے عمدہ اور بہترین ،نظم وترتیب کے اعتبار سے چمکتا دمکتا اور رفیع الشان پایا،علم کلام میں تصنیف کی جانے والی کوئی کتاب اس کے قریب نظر نہیں آتی،اوراس موضوع پر تالیف کیا جانے والا کوئی بھی رسالہ اس کے برابر نہیں ہے۔

شائد کچھ لوگ مفتی صاحب کے اس قول کو مبالغہ قرار دیں کہ ’’ اس موضوع پر تالیف کیا جانے والا کوئی بھی رسالہ اس کے برابر نہیں ہے‘‘۔لیکن حقیقت یہ ہے کہ یہ بات واقعہ کے عین مطابق ہے، جو بھی بہ نظر انصاف المعتقد المنتقد کا مطالعہ کرے گا وہ اسی نتیجے تک پہنچے گا۔حضورسیف اللہ المسلول کے معاصر حضرت مولانا حیدرعلی فیض آبادی نے بھی مفتی آزردہ کے اس قول کی تائید کی ہے۔

☆

مولانا حیدر علی فیض آبادی

حضرت مولانا حیدر علی فیض آبادی (وفات :۱۲۹۹ھ/۸۲-۱۸۸۱ء) تیرہویں صدی ہجری کے زبردست مصنف اور مناظر گزرے ہیں، مولانا شیخ اسید الحق قادری آپ کا تعارف کرواتے ہوئے رقم طراز ہیں:

> آپ سراج الہند حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی کے تلمیذ رشید ہیں، استاذ مطلق علامہ فضل حق خیر آبادی کے معاصر اور مخلص دوست، شیعوں اور روافض کے رد میں سب سے زیادہ لکھنے والے ہندوستانی مصنف، مسئلہ امتناع نظیر، امکان کذب اور دیگر نزاعی مسائل میں اعلان حق کرنے والے مرد مجاہد اور ۲۷؍ جلدوں پر مشتمل تفسیر قرآن کے مصنف ہیں۔آپ کی بے شمار تصانیف ۱۸۵۷ء کے ہنگامے میں تلف ہوگئیں، باقی ماندہ تصانیف میں سے آج صرف ۵؍ کتابیں ہماری دسترس میں ہیں، آپ کو یہ پڑھ کر حیرت ہوگی کہ ان ۵؍ کتابوں کے صفحات کی مجموعی تعداد کم وبیش چھ ہزار (6000) ہے۔(ماہنامہ جام نور: ص ۲۱ شمارہ جون/۲۰۱۲)

مولانا حیدر علی فیض آبادی نے بھی حضرت سیف اللہ المسلول کی کتاب ''المعتقد المنتقد''پر تقریظ رقم فرمائی ہے، آپ لکھتے ہیں:

> اما بعد فقد شرفنی مطالعة متن متین، و کتاب في معتقدات السلف الصالحین ،الذي یهدي الی صراط مستقیم ویدل علی نهج قویم یوصل سالکه الی النجاة وینجیه من الظلمات، للعلامة الذي لم یوجد نظیره في العالمین وهو امام العارفین ونظام العابدین ، المستغني عن التوصیف والتبیین مولانا جامع المعقول والمنقول، حاوي الفروع والأصول ومقتدانا المقدس المقبول، کیف لا وهو

فـضـل الرسول ايد الله المسلمين بطول بقائه و شهرة افاداته، و كسر ظهـور الـمبتـدعيـن بـمؤ لفاته ، فو جدت هذا الكتاب مشتملا على اثبـات عـقـائـد أهـل السـنة و ابـطـال هـفوات المعتزلة و من يتبعون خـطـوات هؤ لاء الضالين و يخرجون من جماعة أهل الحق و اليقين فهو يليق ان يدرسه الفضلاء في مدارسهم و يعولوا عليه في مدار كهم و مـا احسـن مـا قيـل فـي مثـل هذا الكتاب لم يصنف مثله في الباب (المعتقد المنتقد:ص ۷)

مجھے ایک عمدہ متن اور سلف صالحین کے عقائد پر ایک کتاب (المعتقد المنتقد) کے مطالعے کا شرف حاصل ہوا، یہ ایسی کتاب ہے جو سیدھے راستے کی ہدایت کرتی ہے اور طریقہ قوی و درست کی طرف رہنمائی کرتی ہے، جس پر چلنے والا راہ نجات پاتا ہے اور اسے تاریکیوں سے بچاتی ہے۔ یہ ایسے علامہ کی تصنیف ہے جن کی تمام عالم میں نظیر نہیں، وہ عارفین کے امام ہیں اور عابدین کے مدار کار ہیں، اوصاف بیان کرنے اور اظہار سے مستغنی ہیں، جامع معقول و منقول، حاوی فروع و اصول ہیں اور ہمارے تسلیم کردہ پیشوا ہیں۔ وہ ذات ایسی کیوں نہ ہو جب کہ وہ فضل رسول ہے۔ ان کی درازیٔ عمر، ان کے افادات اور ان کی تصانیف سے اہل بدعت کی کمر توڑنے کے ذریعے اللہ مسلمانوں کی تائید و مدد فرمائے۔ مَیں نے اس کتاب کو عقائد اہل سنت کے اثبات اور معتزلہ اور اُن کے متبعین ضالین اور وہ جو جماعت اہل حق و یقین سے باہر نکل گئے ہیں اُن کی خرافات کے ابطال پر مشتمل پایا۔ یہ کتاب اس لائق ہے کہ فضلا اپنے مدارس میں اس کو پڑھائیں اور اس پر بھروسہ کریں، اس جیسی کتاب کے بارے میں کیا خوب کہا گیا ہے کہ ’’اس باب میں اس جیسی کتاب تصنیف نہیں کی گئی‘‘۔

حضور سیف اللہ المسلول کی بارگاہ میں بادشاہ بہادر شاہ ظفر نے بعض اختلافی مسائل کے تصفیے کے لیے ایک استفتا کیا، (اس کا تفصیلی ذکر آگے آ رہا ہے) حضرت سیف اللہ المسلول نے اس کا

نہایت تحقیقی جواب رقم فرمایا، اس فتوے پر علمائے عصر نے دستخط کیے، مولانا حیدر علی فیض آبادی فتوے کی تائید وتصدیق کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

واعظین نحلت وہابیہ بایقین قدم از دائرۂ سنت و جماعت بیروں نہادند و داد اعتزال وخروج دارند ونعم ما قیل....ع

واعظ شہر کہ مردم ملکش می دانند　　　قول ما نیز ہمیں است کہ او آدم نیست

حیدر علی عفی عنہ (تاریخی فتوی: ص۲۰، مطبع مفید الخلائق، ۱۲۶۸ھ)

[ترجمہ: فرقۂ وہابیہ کے واعظین نے یقیناً اپنا قدم دائرہ اہل سنت و جماعت سے باہر نکالا ہے، اور اعتزال ورفض وخروج کا اظہار کیا ہے، کسی شاعر نے کیا خوب کہا ہے...ع

ترجمہ شعر: واعظ شہر کو لوگ فرشتہ سمجھتے ہیں، ہمارا بھی یہی کہنا ہے کہ وہ آدمی نہیں ہے۔) الحمد للہ کہ اب بھی مذہب حق میں ایسے لوگ موجود ہیں جو احقاق حق کر رہے ہیں]

مولانا کا یہ جملہ کہ ''الحمد للہ کہ اب بھی مذہب حق میں ایسے لوگ موجود ہیں جو احقاق حق کر رہے ہیں۔'' اس بات کی دلیل ہے کہ ردفرقہ باطلہ میں حضور سیف اللہ المسلول کی تحریری اور تقریری کوششیں علمائے عصر کی نگاہ میں مقبولیت اور اہمیت رکھتی تھیں۔

☆

حضرت مولانا احمد سعید نقشبندی دہلوی

حضرت مولانا شاہ احمد سعید نقشبندی (ولادت: ۱۲۱۷ھ وفات: ۱۲۷۷ھ) دہلی کے ایک معروف علمی اور روحانی گھرانے کے فرد ہیں، آپ کا شمار اپنے وقت کے اصحاب علم وفضل اور ارباب تصوف وطریقت دونوں میں ہوتا ہے۔ حضور سیف اللہ المسلول کی کتاب ''المعتقد المنتقد'' پر آپ نے تقریظ قلم بند فرمائی۔ آپ لکھتے ہیں:

انی رأیت المعتقد المنتقد الذي صنفه الفاضل الكامل، العالم العامل، الذي هو جليل الشان ، الجامع بين المعقول والمنقول

والمعانی والبیان ، والحاوي لعلوم الأدیان ، مولانا وبالفضل اولانا المولوی فضل الرسول القادری سلمه المنان عن شرور الزمان ، فوجدته مشتملاً علی عقائد أهل السنة والجماعة بأوضح بیان ، في ضمن فصول، هي للدین قواعد وأصول ، لدفع أهل البدع والبطلان، قامعاً رأس أهل الهوی قرن الشیطان، جزاه الله عن المسلمین خیر الجزاء(المعتقد المنتقد:ص٦)

مَیں نے کتاب المعتقد المنتقد دیکھی، جو فاضل کامل، عالم باعمل، بزرگ رتبہ، معقول ومنقول اور علم معانی وبیان کے جامع، علوم ادیان پر گہری نظر رکھنے والے، مولانا وبالفضل اولانا مولوی فضل رسول القادری (سلمه المنان) نے تصنیف فرمائی ہے۔ تو مَیں نے اُس کو نہایت صاف بیان سے عقائد اہل سنت پر مشتمل پایا، ایسی فصلوں کے ساتھ جو دین کے قواعد اور شریعت کے اصول ہیں، اہل بدعت اور باطل فرقوں کا دفع کرنے والی ہیں اہل ہوا گروہ شیطان کا سر توڑنے والی ہیں، خدا اُن (مصنف) کو مسلمانوں کی طرف سے بہتر جزا دے۔

☆

مولانا خیرالدین دہلوی والد مولانا ابوالکلام آزاد

مولانا ابوالکلام آزاد اپنے والد ماجد حضرت مولانا خیرالدین دہلوی کے بارے میں لکھتے ہیں:

ہندوستان کے گذشتہ علما میں صرف مولوی فضل رسول بدایونی ،جنھوں نے تقویت الایمان کے رد میں سوط الرحمٰن (بوارق محمدیہ) لکھی ہے، ٹھیک اسی رنگ پر تھے جو اس بارے میں والد مرحوم کا تھا، ان (مولانا فضل رسول بدایونی) کے علاوہ ہندستان کا کوئی سخت سے سخت حنفی عالم بھی ان (آزاد کے والد) کے معیار حنفیت پر نہیں اتر سکتا تھا۔ (آزاد کی کہانی خود آزاد کی زبانی ص۱۶۴، حالی پبلی کیشنز دہلی ۱۹۵۸ء)

☆☆☆

سیف اللہ المسلول اور بادشاہ بہادر شاہ ظفر

بہادر شاہ ظفر کا استفتا

جب مولوی اسماعیل دہلوی کی کتاب تقویت الایمان کے ذریعے شرک وبدعت کے مسائل معرض بحث میں آئے تو دہلی میں ایک عجیب کشمکش پیدا ہوگئی، علما، امرا اور عوام سب میں بے چینی تھی کہ آخر ان مسائل میں کون سی راہ اختیار کی جائے۔ جو امور اہل سنت صدیوں سے کرتے چلے آ رہے تھے ان کو اب کچھ لوگ شرک اور بدعت قرار دے رہے ہیں، بالآخر یہ بحث ہوتے ہوتے لال قلعے تک جا پہنچی، بادشاہ بہادر شاہ ظفر بھی کشمکش کا شکار ہوگئے، آخر کار مشیروں نے بادشاہ کو مشورہ دیا کہ اس سلسلے میں کسی معتمد اور مستند عالم کی رائے جان لی جائے، وہ عالم جو بھی حکم فرمائیں اس کو بے چون وچرا تسلیم کرلیا جائے۔ اس قضیے کے تصفیے کے لیے بادشاہ بہادر شاہ ظفر کی نگاہ انتخاب صرف حضور سیف اللہ المسلول پر پڑتی ہے، باشاہ نے آپ کی خدمت میں ان مختلف فیہ مسائل کے سلسلے میں استفتا کیا، شاہی ایلچی وہ استفتا لے کر بدایوں خانقاہ قادریہ میں حاضر ہوا، آپ نے اس استفتا کا تحقیقی جواب قلم بند فرمایا، بعد میں آپ کا وہ فتویٰ شاہی حکم سے دہلی میں شایع کیا گیا۔ اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ بادشاہان وقت کی نگاہ میں حضور سیف اللہ المسلول کی کیا علمی قدر ومنزلت تھی۔ مولانا ضیاء القادری اس فتوے کا ذکر کرتے ہوئے رقم طراز ہیں:

> حضرت اقدس کی تصانیف مطبوعہ مشہورہ اور غیر مطبوعہ کے علاوہ ایک فتویٰ ہے جس کو ہندوستان کے آخری اسلامی تاجدار، خاتم السلاطین ہند، حضرت ظل سبحانی، سلالۂ دودمان تیموریہ، خلاصۂ خاندان مغلیہ، سلطان ابن السلطان خاقان ابن خاقان ابوظفر سراج الدین محمد بہادر شاہ بادشاہِ غازی جنت آشیانی نے دہلی سے بہ کمال حسنِ عقیدت آپ کی خدمت اقدس میں بھیجا تھا۔ یہ استفتا بارگاہ سلطانی سے نواب معلیٰ القاب علاء الدولہ یمین الملک سید محی الدین خان بہادر استقامت جنگ خلف الصدق جناب اعظم الدولہ معین الملک محمد منیر خان بہادر بدایوں لے کر آئے۔ حضرت اقدس کی خدمت میں شاہانہ آداب کے ساتھ

خریطۂ سلطانی پیش کیا، آپ نے شاہی مہمان کو درویشانہ میز بانی کے ساتھ ٹھہرایا اور فوراً جواب استفتا مرتب فرمایا۔ دہلی کے تمام اکابر علماے اعلام نے تصحیح و تصدیق کی مہریں کر دیں، فرمان سلطانی سے یہ فتویٰ ماہ جمادی الثانی ۱۲۶۸ھ میں دارالخلافت شاہجہان آباد محلّہ زینب باڑی مطبع مفید الخلائق میں مطبوع ہوا۔ (اکمل التاریخ، ج ۲/ص ۱۵۳)

صاحبزادۂ گرامی حضرت مولانا اسید الحق قادری اس استفتا کی اہمیت اور اس کے ذریعے سے حضور سیف اللہ المسلول کے مقام و مرتبے کو اجاگر کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں:

آج سے ڈیڑھ سو سال پہلے کے غیر منقسم ہندستان کا تصور کریں معقول و منقول، تصوف و روحانیت اور علم ظاہر و باطن کے ایسے ایسے اساطین نظر آئیں گے کہ رہتی دنیا تک زمانہ ان پر ناز کرے گا۔ برصغیر کے علمی مرکز فرنگی محل کا شمس فضل و کمال دائرۂ نصف النہار پر تھا، خیرآبادی درسگاہ اپنے عہد شباب میں تھی، دارالخلافت دہلی میں تو اہل فضل و کمال کی ایسی انجمن آباد تھی کہ پھر چشم فلک نے اس کے بعد اہل علم وفن کا ایسا اجتماع کبھی نہ دیکھا۔ مولانا عبدالوالی فرنگی محلی، مفتی نعمت اللہ فرنگی محلی، مولانا ولی اللہ فرنگی محلی اور مولانا عبدالحلیم فرنگی محلی خانوادۂ فرنگی محل کی علمی وراثت کی نمائندگی کر رہے تھے، استاذ مطلق علامہ فضل حق خیرآبادی اپنے پورے علمی جاہ جلال کے ساتھ رونق افروز تھے۔

مولانا حیدر علی فیض آبادی (مصنف منتہی الکلام) مفتی عنایت احمد کاکوروی اور حضرت مولانا فضل الرحمٰن گنج مرادآبادی اپنے علمی فیضان سے زمانے کو سیراب کر رہے تھے، دہلی میں مفتی صدرالدین آزردہ صدرالصدور دہلی انجمن علم وادب کی شمع فروزاں تھے اور خود شاہ ولی اللہ کے پوتے شاہ مخصوص اللہ دہلوی مدرسہ رحیمیہ کی مسند درس پر جلوہ افروز تھے اور علم وفن کے دریا بہا رہے تھے۔

خدانخواستہ ان اساطین علم وفن کی تنقیص یا تخفیف مقصود نہیں ہے مگر قابل توجہ بات یہ ہے کہ مختلف فیہ اور متنازع مسائل میں جب حکم شرعی معلوم کرنا ہوا تو

بادشاہ وقت کی نگاہ نے کسی ایسی شخصیت کی تلاش کی ہوگی جو علم وتحقیق کی گہرائی کے ساتھ ساتھ علما اور عوام دونوں میں یکساں طور پر پایۂ اعتبار واستناد رکھتی ہو تاکہ اس کی رائے اس سلسلے میں قول فیصل قرار پائے، اس کے لیے پورے ہندستان میں طواف کرنے کے بعد بادشاہ وقت کی نگاہِ انتخاب ایک ایسی شخصیت پر جا کر ٹھہرتی ہے جو مسند درس اور بوریۂ فقر دونوں کو بیک وقت زینت بخش رہی تھی، یہ بات پورے یقین سے کہی جا سکتی ہے کہ اگر بادشاہ اس ذات میں اپنے مطلوبہ تمام اوصاف نہ دیکھ لیتا تو نواب استقامت جنگ کو ہرگز آپ کی بارگاہ میں استفتا لے کر نہ بھیجتا۔ اس پہلو سے اگر اس فتوے کو دیکھا جائے تو اس حقیقت کا ادراک زیادہ مشکل نہیں کہ اپنے معاصر علما میں سیف اللہ المسلول کس بلند رتبہ اور ممتاز مقام کے حامل تھے۔ ذلك فضل الله يوتيه من يشاء (حرف آغاز تاریخی فتویٰ: ص ۵/۶، تاج الفحول اکیڈمی، ۲۰۰۹ء)

☆☆☆

سیف اللہ المسلول متأخر علما و مشائخ کی نظر میں

تاج الفحول محبّ رسول مولانا شاہ عبدالقادر بدایونی

حضرت تاج الفحول محبّ رسول مولانا شاہ عبدالقادر قادری بدایونی قدس سرہ حضرت سیف اللہ المسلول کے صاحبزادے، مرید، شاگرد، خلیفہ مجاز اور آپ کے علمی و روحانی جانشین تھے، اس کے علاوہ آپ اپنے وقت میں امام اہل سنت، مقتدائے اہل تصوف، استاذ العلما اور مرجع الفضلا بھی تھے۔آپ نے حضور سیف اللہ المسلول کے وصال پر عربی زبان میں اپنے جذبات کا اظہار فرمایا ہے، عربی میں ایک رثائیہ نظم کہی اور عربی زبان کے ۶۲ مسجع مقفی جملوں میں حضور سیف اللہ المسلول کی پوری زندگی کی عکس اتار دیا، یہ حضرت تاج الفحول کی عربی زبان پر قدرت اور فن تاریخ گوئی پر مہارت کی دلیل ہے کہ ان ۶۲ مسجع مقفی عربی جملوں میں ہر ایک سے حضور سیف اللہ المسلول کا سنہ وصال ۱۲۸۹ھ برآمد ہو رہا ہے۔حضرت تاج الفحول کے اس عربی مضمون کو مولانا ضیاء القادری نے اکمل التاریخ میں نقل کیا ہے۔اس کے علاوہ یہ عربی مضمون درگاہ قادریہ کی مغربی دیوار میں ایک پتھر پر کندہ ہے۔میں یہاں مکمل عبارت اور اس کا اردو ترجمہ پیش کرنے کی سعادت حاصل کر رہا ہوں۔

بسم الله الرحمن الرحيم القادر المجيد الماجد☆ونصلى علىٰ حبيبهٖ نبينا و سيدنا و مولانا محمد وآله و اصحابه الاكابر والأماجد ☆

أما بعد فقد سافرالى فردوس قطب الأقطاب☆وادخله فى جوار كمال عزه العزيز الوهاب☆هوامام الأنام شيخ الاسلام☆وقطب الدهر بين الخاص والعام☆الا انه كاشف لحقايق الفروع والاصول ☆وهو على اعداء الرسول الوجيه الطيب المقبول لسيف اللّٰه المسلول☆هووالله فضل رسول☆وانه لفاضل حميد ولى مقبول☆وجهه بجلّى فضله شاهد☆لا يجحد بفضله الاحاسد بليد معاند☆الملقب بمعين الحق القادرى قدس سره☆وعم لنا دائما ابدا خيره وبره☆

انـه هـو معين الحق والشرع صدقا وعدلاً☆ان الله ما فطر فی زمانه له مثلاً و بـدلا☆الا ان كراماته لا تحصی☆ووجوه كمال احواله لا تخفی☆اقر اهل الـكـمـال بـوقـاره و جـلاله كانهم عبيده وهو من الملوك☆وكان حنفيا فی فـنـون الـفـقــه و قـادريـا فـی ابـواب الـسـلـوك☆ان مرشده و اباه عين الحق عبـدالـمـجـيـد هـو امـجـد الـكـامـلين☆الا ان شان الا مجد ارفع من مديح الـواصـفيـن☆اظهـر الـحق بجد وكده☆وورث احقاق سبيل الحق من ابيه وجـده☆امـاتـصانيفه فهی بحار انوا ع العلوم ☆فيما بين الكتب كالشمس بين النجوم☆

امـا مـجد نسبه فكان ابوه من اولاد سيدنا عثمان☆وهو ختن حبيب الجليل الـديـان☆ كـانـت امـه مـن بنی سيدنا العباس المكرم☆وهو عم لحبيب الله المجيب صلی الله تعالیٰ عليه وسلم☆

انـه هـو والـلـه اكـمـل الـعـارفين فی المعارف والحكم☆وان وصف كماله لـعرف فی بلاد العرب والعجم☆كم راح الحرمين الشريفين☆وكم تشرف بسيـد الـكـونيـن☆وهو قد وصل البغداد☆ففاز هنا لك من جناب محبوب رب الارباب بجميع ما اراد☆

هو عابد حياً وفنی عمره فی عبادات المعبود☆وشرفه رسوله السعيد الحميد الـمـحـمـود☆رزق حبـاً فضلاً و طولاً☆ان عمره المكرم لقد كان هو سبعا وسبـعيـن حـولا☆فـی حد تسع و ثمانين☆بعد الف و مأتين امسی هو بالله الـوكيـل من الواصلين☆فات هو يوم الخميس☆ود فن فی مرقد فی ليل هو لـجـميـع ليـالـی لـرئيــس☆كيف لا فـانــه والـلـه ليل العلوق للرسول عليـه السـلام☆ومـن اجـله لقد رجح جاهه علی جاه ليالی القدر لدی جم الاعلام ☆لـقـد كـان اخيـر قـولـه الله الله☆وبنور قبره طاب ثراه☆ان قبره الاقدس الانـور هـو مـطـلـع نور☆وهو ليكفی كل زاير فی مهمات الامور☆وروحه الاشـرف الاطيـب لـزايـره يـقـول☆انــا فـضـل الـرسـول☆بـفضل الرسول

الاوحد☆قدس سرہٗ الشریف اللطیف الامجد☆ان ھم عد مناقبه لکل الکاتب والمقری ☆ولا یستطیع بحد و صفه الواصف المطری☆وعلی ھذا فوقف القلم☆وبالخیر تم☆المؤرخ عبدالقادر☆نور الله الولی روحه و قلبه بالنور الباھر☆(اکمل التاریخ: ج۲/ص۲۲۹-۲۳۰)

ترجمہ: اللہ کے نام سے شروع جو رحمٰن و رحیم، قادر اور نہایت بزرگی والا ہے۔ ہم درود بھیجتے ہیں اس کے حبیب، ہمارے نبی ﷺ پر، ان کی آل اور اصحاب پر جو بڑی بزرگی والے ہیں۔

(حمد وصلاۃ کے بعد) قطب الاقطاب نے جنت کا سفر کیا۔ اللہ رب العزت نے انہیں اپنے کمال درجہ عزت کے جوار میں داخل کر دیا۔ وہ مخلوق کے امام اور شیخ الاسلام ہیں۔ ہر عام وخاص کے مابین قطب زمانہ ہیں۔ اصول وفروع کے حقائق کا انکشاف کرنے والے ہیں۔ وہ حضور ﷺ کے دشمنوں کے لیے ننگی تلوار ہیں۔ یہ خدا وہ 'فضل رسول' ہیں۔ بلاشک وشبہ وہ فضیلت والے، تعریف کے لائق، بزرگ اور معروف ومقبول ہیں۔ ان کا چہرہ تجلی خیز ہے، جس پر ان کی فضیلت شاہد ہے۔ ان کے فضل کا انکار محض حاسدین، بے وقوف اور اہل عناد ہی کرتے ہیں۔ آپ 'معین الحق قادری' کے لقب سے مشہور ہیں۔ پروردگار! ہمارے لیے ان کی بھلائیاں اور احسانات ہمیشہ ہمیشہ عام فرما۔ اگر حقیقت پسندی اور انصاف کی نظر سے دیکھا جائے تو وہ یقیناً مسلک حق اور شریعت کے پاس دار ہیں۔ بے شک اللہ تعالیٰ نے آپ کے زمانے میں آپ کا مثیل و بدل پیدا ہی نہیں فرمایا۔ آپ کی کرامتیں شمار سے باہر ہیں۔ آپ کے احوالِ کمالات کے مظاہر کسی سے مخفی نہیں۔ ذی مرتبت لوگوں نے آپ کے وقار اور جلال کا اس طرح اقرار کیا گویا وہ آپ کے غلام ہیں اور آپ ان کے بادشاہ۔ آپ مسلکاً حنفی اور مشرباً قادری ہیں۔ آپ کے مرشد گرامی اور والد محترم کا نام ''عین الحق عبدالمجید'' ہے، جو ذی کمال حضرات میں بڑی بزرگی والے ہیں۔ آپ کی شان بزرگی مداحین کی مدح سے بھی ارفع واعلی ہے۔ آپ نے

اپنی محنت اور لگن سے حق کا اظہار فرمایا۔ آپ نے احقاق حق کا جذبہ اپنے والد اور جد بزرگوار سے ورثہ میں پایا ہے۔

رہیں آپ کی تصانیف تو وہ تو گویا انواع واقسام کے علوم کا سمندر ہیں۔ دیگر کتب کے درمیان آپ کی تصانیف کا مرتبہ ایسا ہی ہے جیسا سورج کا مرتبہ ستاروں کے درمیان۔

آپ کے نسب کی بزرگی کا عالم یہ ہے کہ آپ کے والد محترم حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی اولاد امجاد سے ہیں۔ جو اللہ کے حبیب ﷺ کے داماد ہیں۔ آپ کی والدہ ماجدہ حضرت سیدنا عباس رضی اللہ عنہ کی اولاد امجاد سے ہیں۔ جو اللہ کے حبیب ﷺ کے چچا ہیں۔

خدا کی قسم! آپ معارف وحکمت جاننے والوں میں کامل ترین ہیں۔ آپ کی ذات کے کمالات سے عرب وعجم سب واقف ہیں۔ کتنی ہی بار آپ حرمین شریفین تشریف لے گئے۔ اور کتنی مرتبہ آپ سید الکونین ﷺ کی زیارت سے مشرف ہوئے۔

آپ بغداد شریف بھی پہنچے۔ وہاں محبوب سبحانی حضرت غوث اعظم کی بارگاہ سے آپ کو وہ سب عطا کیا گیا جو آپ نے چاہا۔

آپ ایسے عبادت گزار ہیں کہ آپ نے اپنی ساری عمر پروردگار عالم کی عبادت میں گزار دی۔ اور رسول اکرم ﷺ نے آپ کو (اپنی زیارت سے) مشرف فرمایا۔

آپ کو محبت، فضیلت اور بخشش کی توفیق دی گئی۔ آپ کی عمر شریف ۷۷، برس کی ہوئی۔ ۱۲۸۹ھ میں آپ واصل بہ حق ہوگئے۔ آپ نے جمعرات کے دن وصال فرمایا۔ اور آپ کو اپنی آخری آرام گاہ میں ایسی رات میں لٹایا گیا جو تمام راتوں کی سردار ہے۔ یہ رات ایسی کیوں نہ ہو؟ یہی رات تو حضور اکرم ﷺ سے ملاقات کی رات ہے۔ اسی سبب سے علمائے اعلام نے شب وصال کو شب قدر پر ترجیح دی ہے۔ آپ کے آخری کلمات ''اللہ اللہ'' تھے۔ آپ کی قبر انور کے نور کے سبب آپ کا ٹھکانا معطر ہو۔ آپ کی قبر اقدس مطلع نور ہے۔ جو ہر زائر کے لیے امور مہمہ میں

مطلب برآری کے لیے کافی ہے۔آپ کی اشرف واطیب روح اپنی زیارت کرنے والے سے کہتی ہے کہ "مَیں فضل رسول ہوں" رسولِ بے نظیر کے فضل و کرم سے ،اللہ تعالیٰ نے آپ کے اسرار کو مقدس فرمائے۔اگر کوئی کاتب یا ذی علم آپ کے اوصاف شمار کرنا چاہے تو درماندہ ہوجائے۔کوئی مبالغہ کرنے والا ثنا خواں بھی ان کے اوصاف کی حد قائم نہیں کرسکتا۔بس اسی پر قلم نے اکتفا کرلیا۔خیر سے یہ (ام التواریخ) مکمل ہوئی۔ان تواریخ کو نکالنے والا عبدالقادر ہے۔اللہ ذوالجلال اس کی روح وقلب کو نور باہر کے ذریعے منور فرمادے۔

☆

حضرت مولانا شاہ احمد رضا خاں فاضل بریلوی

حضرت مولانا شاہ احمد رضا خاں قادری بریلوی کی ذات محتاج تعارف نہیں ہے،ایک زمانہ آپ کے علم وفضل اور تبحر وعبقریت کا معترف ہے،اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی کو حضور سیف اللہ المسلول کی ذات گرامی سے خصوصی عقیدت ومحبت تھی،آپ حضور سیف اللہ المسلول کی وسعت علمی، زہد وتقویٰ، ریاضت ومجاہدات اور دینی ومسلکی خدمات سے بے پناہ متأثر تھے،آپ نے اپنی اس عقیدت ومحبت کا اظہار اپنے دو قصیدوں میں کیا ہے۔

یہ دونوں قصیدے عربی زبان میں ہیں،ایک کا نام " مدائح فضل الرسول " اور دوسرے کا نام "حمائد فضل الرسول" ہے،یہ قصیدے اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی نے حضور سیف اللہ المسلول کے عرس مبارک کے موقع پر سنہ ۱۳۰۰ھ میں درگاہ قادری میں پیش فرمائے تھے،ان دونوں قصیدوں کے اشعار کی مجموعی تعداد ۳۱۳ رہے،ان قصیدوں کو المجمع الاسلامی مبارک پور نے "قصیدتان رائعتان" کے نام سے شایع کیا ہے۔یہاں پہلے قصیدے کے کچھ اشعار مع ترجمہ پیش کیے جارہے ہیں جس سے اندازہ ہوگا کہ حضور سیف اللہ المسلول کا علمی مقام ومرتبہ کیا ہے۔

اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی فرماتے ہیں:

إنْ رُمْتَ عِلْمَ الْقَلْبِ فَهُوَ مَنَارُهُ　　　وَالْمُبْصِرُوْنَ بِهِمْ هُدَى الْعُمْيَانِ

(اے مخاطب) اگر تو علم باطن کا قصد کرے تو وہ (حضور سیف اللہ المسلول) علم باطن کے ایک روشن مینار ہیں اور اہل بصیرت کے ذریعے ہی اندھوں کی رہنمائی ہوئی ہے۔

أَوْ عِلْمَ تَأْوِيْلِ الْقُرانِ فَيَالَهُ مِنْ ايَةٍ فِي الشَّرْحِ وَالْإِزْكَانِ

اگر تو تفسیر قرآن کا علم چاہتا ہے تو انہیں (حضور سیف اللہ المسلول کو) شرح و تفسیر اور افہام و تفہیم میں دسترس حاصل ہے۔

أَوْ عِلْمَ إِسْنَادِ الْحَدِيْثِ وَمَتْنِهِ فَالْبَحْرُ زَخَّارٌ بِدُوْنِ عَدَانِ

اگر تجھے حدیث کی سند و متن کا علم درکار ہے تو وہ (حضور سیف اللہ المسلول) بحر زخّار ہیں دریائے ناپیدا کنار ہیں۔

أَوْ عِلْمَ أَسْمَاءِ الرِّجَالِ فَذِكْرُهُ يَحْي كَنَجْلِ سَعِيْدِنِ الْقَطَّانِ

اگر تجھے اسماء الرجال کا علم مطلوب ہے تو اس فن میں (حضور سیف اللہ المسلول) کا ذکر امام یحییٰ بن سعید القطان کی طرح زندۂ جاوید ہے۔ (امام یحییٰ بن سعید القطان علم اسمائے رجال کے جلیل القدر امام ہیں)

أَيَصُوْلُ فِيْ عِلْمِ الْأُصُوْلِ عَلَيْهِ مَنْ هُوَ بَاقِلٌ وَالشَّيْخُ بَاقِلَّانِيْ

کیا وہ شخص جو عاجزی و کمزوری میں بہ منزلۂ باقل ہے، علم اصول میں ان (حضور سیف اللہ المسلول) پر غالب آ سکتا ہے حالاں کہ شیخ (حضور سیف اللہ المسلول) علم اصول فقہ میں باقلانی ہیں۔ (باقل عرب کا ایک نہایت بے وقوف شخص تھا اور باقلانی علم اصول فقہ کے عظیم و جلیل امام تھے)

أَمْ فِي الْفُرُوْعِ يُرِيْدُ يَفْرَعُهُ الَّذِي عِيٌّ وَ غَيٌّ فِيْهِ مُجْتَمِعَانِ

یا فروع میں وہ شخص (حضور سیف اللہ المسلول) پر غالب آنے کا ارادہ رکھتا ہے جس میں عجز و گمراہی دونوں جمع ہوگئیں ہیں۔

اَلْغَيُّ يَغْلُوْ فَهْوَ فِيْ حِجْرِ الصِّبَا وَالْعِيُّ يَعْلُوْ فَهْوَفِي إِذْلِهْنَانِ

اس میں گمراہی بچپن ہی سے جوش مار رہی ہے اور بڑھاپے میں عجز و مجبوری غالب آ رہی ہے۔

لٰـكِـنَّ مَـوْلانَـا بِـفَـوْقِ فَـقَـاهِـهٖ   فِـيْ شَيْبِـهٖ وَشَبَـابِـهٖ شَيْبَـانِـي

لیکن ہمارے مولانا (حضور سیف اللہ المسلول) اپنی فقاہت کی زیادتی کے سبب اپنی جوانی و بزرگی میں محمد بن حسن شیبانی (کی طرح) ہیں۔حضرت امام محمد بن حسن شیبانی امام اعظم ابوحنیفہ کے تلمیذ رشید اور جلیل القدر امام حدیث وفقہ ہیں۔

أَدَبُ الْأَدِبَّـا شُـعْبَةٌ مِـنْ فَـضْـلِـهٖ   أَعْـنِـيْ عَـلـى مَـا فِيْـهِ مِـنْ أَفْـنَـانٖ

بڑے بڑے ادبا کا ادب اُن (حضور سیف اللہ المسلول) کے فضل کا ایک حصہ ہے، میری مراد وہ علم ادب ہے جس میں مختلف فنون ہوں۔

لَوْ أَدْرَكَـتْ رُوْحُ ابْـنِ سِيْـنَـا طِبَّـهٗ   لَتَـمَـارَضَـتْ وَ أَتَتْـهُ بِـالْارْنَـانٖ

اگر ابن سینا کی روح ان (حضور سیف اللہ المسلول) کے علم طب کو جان لیتی تو بہ تکلف بیمار ہوجاتی اور علاج کی غرض سے ان (حضور سیف اللہ المسلول) کے پاس آتی۔

هٰـذِي الْـعُـلُـوْمُ وَمَنْ حَوَاهَا كَانَ فِيْ   مَـنْـدُوْحَةٍ عَـنْ مَـنْـزَغِ شَيْـطَـانِـيْ

یہ علوم وفنون اور وہ ذات جو ان علوم وفنون کی جامع ہو وہ شیطان کے پھندے اور اس کے بہکاوے سے دور رہتی ہے۔

يَـا فَـلْسَـفِـيُّ إِلَيْكَ عَـنَّـا أَنْـتَ فِيْ   إِغْـرَاكَ أَوْ إِغْـوَاكَ أَوْ طُـغْيَـانٖ

اے فلسفی! تو ہم سے دور ہو جا کیوں کہ تو خود اپنے آپ کو فریب دینے یا گمراہ کرنے یا طغیان وسرکشی میں مبتلا ہے۔

تَـعْسًـا لِـمَـنْ يُـؤتِيْكَ ذِمَّةَ قَلْبِـهٖ   سُـحْقًـا لِـمَنْ يَأتِيْكَ بِا سْتِحْسَانٖ

ہلاکت و بربادی ہو اس شخص کی جو اپنے دل کی لگام تیرے حوالے کردیتا ہے۔دوری ہو اس شخص کے لیے جو تجھے اچھا سمجھ کر تیرے پاس آتا ہے۔

إِخْسَأ فَلَـنْ تَجْتَازَ قَدْرَكَ كَالَّذِي   مِيْـدَاهُ دُخٌّ مِـنْ خَبِيْـءِ دُخَـانٖ

دور ہٹ تو ہرگز اپنی حد کو پار نہیں کرسکتا تو اس شخص کی طرح ہے جس کے مبلغ علم کی انتہا دُخان کی پوشیدگی سے فقط دُخ ہے۔

سُبْـحٰـنَ رَبِّـي أَيْـنَ إِرْثُ الْأَنْبِيَـا   مِـنْ سُـؤرِ بَـطَّـالِيْـنَ فِيْ يُوْنَـانَ

سبحان اللہ! کہاں انبیا کی میراث اور کہاں یونانی بے ہودہ لوگوں کا پس خوردہ۔ (انبیا کی میراث علوم دینیہ تفسیر وحدیث وفقہ ہیں اس کا مقابلہ یونان کا منطق وفلسفہ کیسے کرسکتا ہے۔)

مَعَ ذَاکَ فَانْظُرْ هَلْ تَرَاکَ عَدِيْلَهٗ فِيْ فِطْنَةٍ أَوْ مَنْطِقٍ وَ بَيَان

اس کے باوجود (اے فلسفی) غور کر، کیا تو اپنے آپ کو زیرکی، سمجھ داری اور منطق وبیان میں ان (حضور سیف اللہ المسلول) کا ہمسر دیکھتا ہے؟ (یعنی حضور سیف اللہ المسلول کو اگرچہ وراثت انبیا سے وافر حصہ ملا ہے، لیکن علوم عقلیہ میں بھی کوئی ان کا مدّ مقابل نہیں ہے۔)

اَللّٰهُ يَجْزِيْهِ الْجِنَانَ كَمَا بَنَى لِلدِّيْنِ قَصْرًا جَيِّدَ الْأَرْكَانِ

اللہ انہیں (حضور سیف اللہ المسلول کو) جنت عطا فرمائے جیسا کہ انہوں نے دین کے لیے مضبوط محل تعمیر کیا ہے۔

اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی نے حضور سیف اللہ المسلول کی کتاب المعتقد المنتقد پر حاشیہ تحریر کیا، جس کا نام ''المعتمد المستند بناء نجاة الابد'' رکھا، اس حاشیے کے آغاز میں فرماتے ہیں:

کان الکتاب المستطاب المعتقد المنتقد لخاتم المحققین، عمدة المدققین، سیف الاسلام ، اسد السنة، حتف الظلام ،سد الفتنة، مولاناالاجل الابجل السیف المسلول معین الحق فضل الرسول السنی الحنفی القادری البرکاتی العثمانی البدایونی اعلی الله مقامه في اعلی علیین و جزاه جزاء الخیر الاوفی عن الاسلام والمسلمین کتاباً مفرداً في بابه ، کاملاً في نصابه (المعتقد المنتقد:ص۸)

ترجمہ: کتاب المعتقد المنتقد جو کہ خاتم المحققین، عمدۃ المدققین، سیف الاسلام، شیر سنت، تاریکی کے دور کرنے والے، فتنے کے بند کرنے والے، مولانا الاجل الابجل سیف المسلول معین الحق فضل رسول سنی حنفی قادری برکاتی عثمانی بدایونی (اللہ تعالیٰ اُن کے مقام کو اعلیٰ علیین میں بلند فرمائے اور اُن کو

اسلام اور مسلمانوں کی طرف سے بہتر سے بہتر جزا عطا فرمائے) کی تصنیف ہے، وہ اپنے باب میں یکتا اور اپنے نصاب میں کامل ہے۔

☆

حضرت پیر مہر علی شاہ محدث گولڑوی

حضرت پیر مہر علی شاہ محدث گولڑوی رحمۃ اللہ علیہ (وفات : ۱۳۵۶ھ/ ۱۹۳۷ء) حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اولا د امجاد سے ہیں ۔آپ شریعت وطریقت کے مجمع البحرین تھے، آپ کی تصانیف سے آپ کی علمی جلالت اور رسوخ کا اندازہ ہوتا ہے ۔ جھوٹے مدعی نبوت مرزا قادیانی کے مقابلے میں آپ کی خدمات نہایت عظیم وجلیل ہیں ۔آپ نے اپنی کتاب ''اعلائے کلمۃ الحق'' میں متعدد مقامات پر حضور سیف اللہ المسلول کی کتاب بوارق محمدیہ کا حوالہ دیا ہے، یہ اس بات کا ثبوت ہے کہ حضرت پیر مہر علی شاہ گولڑوی رحمۃ اللہ علیہ کی نظر میں حضور سیف اللہ المسلول اور آپ کی تصانیف بڑی وقعت واہمیت رکھتی تھیں ،مولانا عبد الحکیم شرف قادری رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

> اس کتاب (بوارق محمدیہ) کو علماو مشائخ نے نہایت قدر ومنزلت کی نگاہ سے دیکھا ہے ۔اس کی وقعت اور مقبولیت کا اندازہ اس امر سے لگایا جاسکتا ہے کہ حضرت شیخ الاسلام والمسلمین سیدنا پیر مہر علی شاہ صاحب گولڑوی نے بھی اسے بطور حوالہ ذکر کیا ہے ۔ایک جگہ فرماتے ہیں ''صاحب بوارق محمدیہ صفحہ ۱۳۱ پر لکھتے ہیں'' (اعلائے کلمۃ اللہ: طبع چہارم، ص:۱۳۹) دوسری جگہ فرماتے ہیں:'' در بوارق می نویسد امام احمد وغیرہ از حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ہم آں حدیث روایت کردہ اند'' (مرجع سابق :۱۶۳) ایک اور جگہ فرماتے ہیں:'' ایں جا برذکر چند از انفاس متبرکہ حضرت خاتم المحدثین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہ نقل نمودہ است آنہارا مولانا فضل رسول قادری حنفی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اکتفا نمودہ می آید'' (مرجع سابق : ۱۹۵) حضور اعلیٰ گولڑوی قدس سرہٗ نے جا بجا بوارق محمدیہ کے حوالہ جات نقل کر کے اوران پر اعتماد کا اظہار کر کے اس کی قبولیت وصداقت پر مہر تصدیق ثبت فرمادی ہے ۔(مقدمہ سیف الجبار : از عبد الحکیم شرف قادری،

(ص۱۴ا،مکتبہ رضویہ لاہور،۱۹۷۳ء)

☆

استاذ زمن مولانا حسن رضا خاں بریلوی

فاضل بریلوی کے برادر گرامی مولانا حسن ضا خاں بریلوی خانوادۂ قادریہ کے اکابر وعلما سے خاص رشتہ ارادت ومحبت رکھتے تھے،آپ اپنے برادر اکبر اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی کے ہم راہ حضرت سیف اللہ المسلول کے عرس کے موقع پر درگاہ قادریہ بدایوں شریف تشریف لاتے تھے،عرس کی محافل میں آپ اپنے تازہ نعت ومناقب بھی پیش کیا کرتے تھے ۔جمادی الاخری ۱۳۰۰ھ میں آپ حسب معمول حضور سیف اللہ المسلول کے عرس میں حاضر ہوئے،آپ نے حضور سیف اللہ المسلول کی شان میں اپنا تازہ قصیدہ عرس کی محفل میں پیش کیا،اس قصیدے میں ۵۹،اشعار ہیں،سنہ ۱۳۰۰ھ کے عرس میں پیش کیے گئے تمام مناقب 'ماہ تابان اوج معرفت' کے نام سے جمع کر کے شایع کردیے گئے تھے،''ماہ تابان اوج معرفت'' میں استاذ زمن مولانا حسن رضا خاں بریلوی کا مکمل قصیدہ درج کیا گیا ہے،مَیں اس مبارک اور تاریخی قصیدے سے کچھ اشعار پیش کرنے کی سعادت حاصل کررہا ہوں جس سے اندازہ ہوگا کہ حضرت مولانا حسن رضا خاں صاحب بریلوی کی نگاہ میں حضور سیف اللہ المسلول کا کیا مقام ومرتبہ تھا۔فرماتے ہیں:

طالبِ مطلوبِ یزداں حضرتِ فضلِ رسول | موردِ فضل رسول و رحم خلاق جہاں
سالکِ راہِ حقیقت رہروِ مقصود شرع | رہنمائے گمرہاں و پیشوائے مرشداں
حاکم اصل فروع و عالم رمز اصول | واقف حالِ حقیقت کاشف سرِ نہاں
حامی دین پیمبر ماحی بنیاد کفر | زاہد زین عبادت واعظ شیریں بیاں
آفتاب چرخ علم و ماہتاب برج حلم | گوہر درج شرف یاقوت کان غروشاں
شاہ دیہیم جلال و خسرو تخت و کمال | نائب شاہنشہ کونین فخر مرسلاں
انجمن آرائے شرع و شمع بزم معرفت | زینت بستان فقر و زیب گلزار جناں

سیف مسلول حقیقت فارس مضمار فقر ‏ طلعت شمع ہدایت مقتدائے سالکاں
مزرع اسلام کو ابر کرم ذات شریف ‏ خرمن ادیان باطل کو ہے برق بے اماں

کچھ اشعار کے بعد آگے فرماتے ہیں:

دی خدائے پاک نے تجھ کو حیات بے ممات ‏ لا یموتون ہے تیری شان میں اے جانِ جاں
دین پیغمبر کو تیری ذات سے ہے تقویت ‏ تیرے دم سے ہے منور خطہء ہندوستاں
تیرے اچھے ہونے میں کس کو رہے جائے سخن ‏ تیرے مرشد کے ہیں مرشد حضرت اچھے میاں
ملحدوں کو بات تیری سیف ہے جبار کی ‏ معتقد کو قول تیرا موجب امن و اماں

☆

قطب لاہور حضرت شاہ غلام قادر بھیروی

قدوۃ العلما، زبدۃ الاصفیا، قطب لاہور حضرت مولانا غلام قادر بھیروی پنجاب کے زبردست عالم اور بزرگ تھے، ۱۲۶۵ھ/ ۱۸۴۹ء میں قصبہ بھیرہ ضلع سرگودھا (پنجاب، پاکستان) میں ولادت ہوئی اور ۱۹؍ربیع الثانی ۱۳۲۷ھ/ ۱۰؍اپریل ۱۹۰۹ء کو واصل بحق ہوئے۔ مفتی صدرالدین آزردہ دہلوی کے شاگرد رشید تھے، سلسلۂ عالیہ چشتیہ میں شمس العارفین حضرت خواجہ شمس الدین سیالوی قدس سرہ سے شرف بیعت رکھتے تھے۔ آپ کے تلامذہ میں امیر ملت پیر سید جماعت علی شاہ محدث علی پوری، مولانا نبی بخش حلوائی اور مولانا محمد ضیاء الدین قادری مہاجر مدنی جیسے اساطین علم وفن شامل ہیں۔

آپ نے حضور سیف اللہ المسلول کی فارسی کتاب بوارق محمدیہ کی اہمیت اور افادیت کے پیش نظر اردو میں اس کا ترجمہ کیا جو شوارق صمدیہ کے نام سے سنہ ۱۳۰۰ھ میں شایع ہوا۔ ترجمے کے آغاز میں لکھتے ہیں:

> یہ خلاصۂ ترجمہ ہے رسالہ البوارق المحمدية لرجم الشياطين النجدية کا جس کو فاضل اجل سیف اللہ المسلول حضرت مولانا مولوی فضل رسول صاحب بدایونی نے ۱۲۶۵ھ میں تصنیف کر کے مطبعِ دارالسلام دہلی میں چھپوایا تھا،

چونکہ وہ رسالہ بباعث اغلاق کلام عوام کے فہم سے برتر تھا لہٰذا اِس احقر العباد نے برائے تسہیل وتیسیر بخاطرِ مشتاقاں وتائیدِ عقائدِ مسلماناں سرسری مختصر ترجمہ عام فہم کیا، کہ سواد اعظم حنفیہ خطۂ پنجاب کے مکائدنجدیہ اورفرقۂ لامذہبیہ ہندیہ سے واقف ہوجائے۔(شوارق صمدیہ ترجمہ بوارق محمدیہ:ص ۲/مطبع گلزار محمدی، لاہور)

☆

مناظر اہل سنت حضرت مولانا غلام دستگیر قصوری

مناظر اہل سنت حضرت مولانا غلام دستگیر قصوری (وفات:۱۳۱۵ھ/ ۱۸۹۷ء) خطہ پنجاب کے ایک زبردست عالم، مصنف اور مناظر تھے۔آپ حضرت حاجی امداداللہ مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ کے مرید وخلیفہ تھے۔جب مولوی خلیل احمد انبیٹھوی نے ''انوار ساطعہ'' کے جواب میں ''براہین قاطعہ''لکھی تو حضرت مولانا غلام دستگیر قصوری نے ان کو مناظرے کا چیلنج کیا، بالآخر بہاول پور میں حضرت مولانا غلام دستگیر قصوری اور مولوی خلیل احمد انبیٹھوی کے درمیان شوال ۱۳۰۶ھ میں فیصلہ کن مناظرہ ہوا جس میں مولوی خلیل احمد انبیٹھوی کو شکست فاش ہوئی۔اس مناظرے کی پوری روداد حضرت مولانا غلام دستگیر قصوری نے ''تقدیس الوکیل عن توہین الرشید والخلیل'' کے نام سے قلم بند فرما کر شایع کروائی۔مناظرے کے دوران ایک جگہ مولانا غلام دستگیر قصوری نے حضرت سیف اللہ المسلول کی کتاب المعتقد المنتقد کا حوالہ دیا، اس کو مولوی خلیل احمد انبیٹھوی نے یہ کہہ کر رد کردیا کہ:

> رسالہ المعتقد کا حوالہ دینا فن مناظرہ سے اپنی دست گاہ ظاہر کرنا ہے، کیوں کہ اس کے مؤلف فضل رسول بدایونی کو ہم مروج بدعات جانتے ہیں، اس کا قول ہمارے مقابلے میں ہیچ ہے۔(تقدیس الوکیل:ص ۱۴۶)

اس پر مولانا غلام دستگیر قصوری نے سخت نوٹس لیا، آپ نے فرمایا کہ:

> معلوم رہے کہ مولانا فضل الرسول جو اکابر علمائے ہندوستان سے تھے جب انہوں نے مولوی اسماعیل دہلوی کی تردید میں دلائل قاطعہ سے رسائل

لکھے کہ وہ مخالف اہل سنت ہے اور اُس کے اِس کلام سے تمام انبیا کی
توہین عموماً اور سرور عالم صلی اللہ علیہ وعلی اخوانہ وسلم کی اہانت خصوصاً ظاہر
ہے تو اب ان علمائے مکذبین (وہابیہ) نے جوسخت معتقد مولوی دہلوی کے
ہیں اس کی رعایت سے اس کی تردید کرنے والے کو مروج بدعات کہہ دیا۔
(تقدیس الوکیل: ص ۱۴۷)

☆

مولانا قاضی فضل احمد لدھیانوی

پنجاب کے ایک جید عالم دین اور مصنف ومناظر حضرت مولانا قاضی فضل احمد لدھیانوی رحمۃ اللہ علیہ نے ۱۳۲۷ھ میں رد وہابیہ میں ایک معرکہ آرا کتاب ''انوار آفتاب صداقت'' تصنیف فرمائی، اس کتاب میں انہوں نے ہندوستان میں وہابیوں کا آغاز اور ان کی تاریخ کے لیے حضرت سیف اللہ المسلول کی کتاب بوارق محمدیہ سے تقریباً ۱۰ رصفحات نقل کیے ہیں، لکھتے ہیں:

بوارق محمدیہ مصنفہ حضرت فاضل اجل سیف اللہ المسلول مولانا مولوی فضل
رسول علیہ الرحمہ ۱۲۶۵ھ جس کا ترجمہ حضرت مولانا مولوی غلام قادر
بھیروی علیہ الرحمہ نے کیا۔(انوار آفتاب صداقت : قاضی فضل احمد
لدھیانوی: ص ۵۴۴/۵۴۵)

پھر اس کے بعد انہوں نے شوارق صمدیہ ترجمہ بوارق محمدیہ سے تقریباً ۱۰ رصفحات نقل کیے ہیں، اس سے آپ اندازہ لگائیے کہ ایسے ایسے علمائے عصر کی نگاہ میں حضور سیف اللہ المسلول اور آپ کی تصانیف کیسا درجۂ استناد واعتبار رکھتی تھیں۔

☆☆☆

سیف اللہ المسلول مؤرخین کی نظر میں

مولوی رحمٰن علی

مؤلف تذکرہ علمائے ہند

مولوی رحمٰن علی (وفات: ۱۳۲۵ھ-۱۹۰۷ء) اپنی مشہور ''کتاب تذکرہ علمائے ہند'' میں حضرت سیف اللہ المسلول کے بارے میں رقم طراز ہیں:

> ہمیشہ مخلوق کی ہدایت وتعلیم اور تدریس میں مشغول رہتے۔ وہابیوں کی بیخ کنی میں بہت کوشش کرتے، بہت سے مشہور علما وفضلا نے ان سے استفادہ کیا۔ (تذکرہ علمائے ہند: ص ۳۸۰)

☆

مولوی رضی الدین صدیقی بسمل

مؤلف تذکرۃ الواصلین

مولوی رضی الدین بسملؔ صدیقی بدایونی (وفات: ۱۳۴۳ھ) نے تذکرۃ الواصلین میں حضرت سیف اللہ المسلول کا تفصیلی تذکرہ کیا ہے، یہ کتاب سنہ ۱۷-۱۳۱۶ھ/ ۱۸۹۹-۱۹۰۰ء میں تالیف کی گئی تھی۔ مولوی رضی الدین بسمل لکھتے ہیں:

> واقفین حال کا اتفاق ہے کہ حضرت رب العزت نے آپ کو کرامت طے ارض عطا فرمائی۔ جب آپ بغداد شریف میں حاضر حضور پرنور ہوئے، مشاہدہ فرمایا کہ مزار مقدس پر حضور دستگیر عالم رونق افروز ہیں۔ اُس دربار مقدس سے جو کچھ شرف اعزاز حاصل ہوا اُس سے تمام اہل بغداد واقف ہیں یہاں تک کہ حضرت بابرکت جناب سید علی صاحب نقیب الاشراف صاحب سجادہ کے بڑے صاحبزادے حضرت سید سلمان صاحب نے بحکم اپنے والد ماجد کے آپ سے اجازت وتلمذ حاصل فرمایا: سبحان اللہ وبحمدہ سبحان اللہ العلی العظیم بالجملہ آپ کے فیوض ظاہری وباطنی حرمین شریفین ومصر وشام و

عراق وغیرہ میں واسطہ بلا واسطہ عام طور پر شائع ہوئے۔(تذکرۃ الواصلین:ص۲۴۱)

حضرت سیف اللہ المسلول کی تبلیغی اور دعوتی خدمات کا اعتراف کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

مریدین آپ کے عرب وعجم میں بکثرت ہوئے، لیکن کبھی قصد فہرست نویسی وغیرہ کا نہیں فرمایا، بالخصوص ہنگام اقامت ملک دکن میں وہابیہ وشیعہ بکثرت آپ کے دست مبارک پر تائب ہو کر شرف بیعت سے مشرف ہوئے اور نیز جماعت کثیر مشرکین کو آپ کی ہدایت و برکت سے شرف اسلام حاصل ہوا، تمام مشائخ کرام وعلمائے عظام بلاد اسلام کے آپ کو آپ کے عصر میں شریعت و طریقت کا امام مانتے ہیں (تذکرۃ الواصلین:ص۲۴۲)

درج بالا اقتباس سے نہ صرف حضور سیف اللہ المسلول کی تبلیغی مساعی پر روشنی پڑتی ہے بلکہ یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ علما عصر اور مشائخ زمانہ آپ کو اپنے وقت میں شریعت وطریقت کا امام تسلیم کرتے تھے۔

☆

پیرزادہ مولانا سید احمد علی گلشن آبادی

مصنف تذکرۃ الانساب

علمی حلقوں میں حضرت مولانا سید عبدالفتاح اشرف علی گلشن آبادی (وفات:۱۳۲۳ھ) کا نام محتاج تعارف نہیں ہے، آپ کی کتاب ''تحفہ محمدیہ'' ردوہابیہ میں لکھی جانے والی اولین کتابوں میں سے ایک ہے، یہ کتاب آپ نے ۱۲۶۵ھ میں تصنیف کی تھی۔ آپ حضرت سیف اللہ المسلول کے شاگرد بھی تھے اور خلیفہ بھی، آپ کے صاحبزادے حضرت مولانا سید احمد علی گلشن آبادی نے بھی حضرت سیف اللہ المسلول کی زیارت کی تھی، مولانا سید احمد علی گلشن آبادی نے اپنی کتاب ''تذکرۃ الانساب'' میں حضور سیف اللہ المسلول کا ذکر بڑی والہانہ عقیدت ومحبت سے کیا ہے، لکھتے ہیں:

آپ (حضور سیف اللہ المسلول) مشاہیر علمائے کاملین میں سے ہیں، جامع علوم ظاہری وباطنی تھے، ۱۲۱۳ھ کو تولد ہوئے انوار فیوضات ظاہری وباطنی آپ کے

تمام ہند بلکہ عرب میں لامع ودرخشاں ہیں، تصانیف آپ کی بوارق محمدیہ، تصحیح المسائل وغیرہ رسائل اس زمانے میں مفید انام وفیض دہِ خاص وعام ہیں، فرقہ ضالہ وہابیہ کے عقائد باطلہ کی تردید میں آپ نے بہت رسالے لکھے ہیں۔ تین بار حج بیت اللہ سے شرف یاب ہوئے اور بغداد جا کر حضرت مرشد عالم غوث الاعظم قدس سرہ کی روح مبارک سے فیض اویسیہ قادریہ اخذ کیا۔ یہ راقم خوردسالی میں آپ کے دیدار قدوم سے مشرف ہوا ہے اور جامع اوراق کے جد امجد سید عبداللہ حسینی اور والد ماجد حضرت مولانا مولوی سید اشرف علی مدظلہ نے نعمت خلافت قادریہ کو آپ سے اخذ کیا ہے اور چند ماہ تک شہر بمبئی میں اکثر درسی کتابیں دینیات کی آپ کی خدمت میں دیکھی ہیں۔(تذکرۃ الانساب:ص۲۵/۲۶)

☆

مولانا ضیاعلی خاں اشرفی

مؤلف مردان خدا

مولانا ضیا علی خاں اشرفی بدایونی اپنی مشہور کتاب ''مردان خدا'' میں حضور سیف اللہ المسلول کا تذکرہ کرتے ہوئے رقم طراز ہیں:

مولانا شاہ فضل رسول مقتدائے اہلِ معرفت اور پیشوائے اہل تمکین تھے۔حضرت اچھے میاں صاحب نے آپ کا نام ''فضل رسول'' رکھا تھا۔علما میں ''مولانا سیف اللہ المسلول'' اور عرفا میں ''شاہ معین الحق'' مشہور تھے۔(مردان خدا:ص:۳۱۷/۳۱۸)

آگے لکھتے ہیں:

بے شمار اشخاص کو دولت اسلام سے مالا مال کیا۔بکثرت اشخاص عرب وعجم میں آپ کے مرید تھے۔ بلاد اسلامیہ کے تمام مشائخ کرام اور علمائے عظام نے آپ کو شریعت وطریقت میں اپنے وقت کا امام تسلیم کرلیا تھا۔حنفی مسلک کے جید عالم تھے۔ وہابیوں کے سخت مخالف تھے۔ متعدد کتابیں ان کے خلاف

تصنیف کی تھیں۔ پیغمبر خدا ﷺ کی زیارت سے کئی بار مشرف ہوئے تھے۔ ایک بار قیام بغداد کے دوران عالمِ واقعہ میں حضرت غوث الاعظم سید عبدالقادر جیلانی محبوب سبحانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے دیدار سے بھی مشرف ہوئے تھے اور معانقہ سے سرفراز کیے گئے تھے۔ حیدرآباد کے دورانِ قیام رجال الغیب سے بھی ملاقات ہوئی تھی۔ ۱۲۷۸ھ میں بغداد شریف کے صاحبِ سجادہ نقیب الاشراف مولانا سید علی بغدادی رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کا تبحر علمی دیکھ کر اپنے فرزند حضرت پیر سید سلمان بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کو بغرض تعلیم آپ کے سپرد کیا تھا۔ صاحبِ کرامت وخوارق عادات تھے۔ (مردان خدا: ص ۱۱۹)

☆

مولانا محمود احمد رفاقتی

مؤلف تذکرہ علمائے اہل سنت

مفتی اعظم کانپور حضرت مولانا مفتی رفاقت حسین کانپوری رحمۃ اللہ علیہ کے صاحبزادے مولانا محمود احمد رفاقتی اپنی کتاب ''تذکرہ علمائے اہل سنت'' میں حضور سیف اللہ المسلول کے بارے میں تحریر فرماتے ہیں:

> یہ حقیقت ہے کہ حضرت سیف اللہ المسلول صف اول کے اُن ممتاز علما ومشائخ میں تھے جنھوں نے فتنۂ وہابیت کے سدباب کے لیے کوشش بلیغ فرمائی۔ آپ کی اور علامہ فضل حق خیرآبادی کی ذات قدسی صفات کی وجہ سے اہل باطل کے مقابلے میں اہل حق دورِ اول میں ''بدایونی اور خیرآبادی'' کے لقب سے پکارے جاتے تھے۔ (تذکرہ علمائے اہل سنت: ص ۲۱۰)

☆☆☆

سیف اللہ المسلول عصر حاضر کے ارباب علم وتحقیق کی نظر میں

علامہ عبدالحکیم شرف قادری لاہور

حضرت مولانا عبدالحکیم شرف قادری رحمۃ اللہ علیہ نے سنہ ۱۹۷۲ء میں حضور سیف اللہ المسلول کی تصنیف لطیف ''سیف الجبار'' مکتبہ رضویہ لاہور سے شایع کروائی تھی، کتاب کی اس جدید اشاعت پر مولانا موصوف نے ایک مبسوط اور تحقیقی مقدمہ تحریر فرمایا، اس میں حضور سیف اللہ المسلول کی حیات وخدمات اور بعض تصانیف پر مختلف زاویوں سے گفتگو کی ہے۔ اسی مقدمے میں ایک جگہ فرماتے ہیں:

> مولانا (سیف اللہ المسلول) کی ذات والا صفات مرجع انام تھی، ان کے پاس کوئی علاج معالجے کے لیے آتا اور کوئی مسائل شریعت دریافت کرنے حاضر ہوتا، کوئی ظاہری علوم کی گتھیاں سلجھانے کے لیے شرف باریابی حاصل کرتا تو کوئی باطنی علوم کے عقدے حل کرانے کی غرض سے دامن عقیدت وا کرتا۔ غرض وہ علم وفضل کے نیر اعظم اور شریعت وطریقت کے سنگم تھے، جہاں سے علم وعرفان کے چشمے پھوٹتے تھے، وہ ایک شمع انجمن تھے جن سے ہر شخص اپنے ظرف اور ضرورت کے مطابق کسب ضیا کرتا تھا۔ (مقدمہ سیف الجبار: ص ۱۱)

☆

مولانا یاسین اختر مصباحی

عہد حاضر کے نامور عالم دین اور مصنف ومحقق حضرت مولانا یٰسین اختر مصباحی (بانی دارالقلم دہلی) حضرت سیف اللہ المسلول کی تصانیف پر تبصرہ کرتے ہوئے رقم طراز ہیں:

> ''مجموعۂ رسائل فضل رسول'' کا مطالعہ کرتے وقت آپ محسوس کریں گے کہ اسلام کا چشمہ صافی ابل رہا ہے جس سے روحِ مسلم سیراب ہوتی جارہی ہے۔ دلوں کا زنگ دور ہو رہا ہے اور کثافتیں خس وخاشاک کی طرح بہتی اور چھٹتی چلی جارہی ہیں۔ اس کا ورق ورق شمعِ ایمان سے روشن ہے، جس سے انوار وتجلیات

کی بارش ہورہی ہے۔ کیوں کہ یہ تحقیقات ورشحاتِ فکر اس عظیم وجلیل شخصیت کے ہیں جو علم وفضل کا کوہِ گراں اور فقر وتصوف کا نیرِ تاباں ہے، جو شیخ الاسلام بھی ہے اور مرجع انام بھی، جو عاشق الرسول بھی ہے اور تاج الفحول بھی، جو فقیہِ اسلام بھی ہے اور امام اہل سنت بھی، جو قدوۃ العلما بھی ہے اور زبدۃ المشائخ بھی اور سب سے بڑی نعمت و دولت یہ ہے کہ وہ فضل رسول بھی ہے اور مقبولِ بارگاہِ رسول بھی۔ (تقدیم مجموعہ رسائل فضل رسول: ص ۴۷/۳۷)

☆

مولانا فروغ احمد اعظمی

حضور سیف اللہ المسلول کی کتاب ''احقاق حق'' پر تبصرہ کرتے ہوئے حضرت مولانا فروغ احمد اعظمی (پرنسپل دارالعلوم علیمیہ، جمداشاہی بستی) رقم طراز ہیں:

رد وہابیت میں سرگرم اس وقت کے جید نمایاں علما میں ایک نام سیف اللہ المسلول مولانا شاہ فضل رسول قادری بدایونی بن شاہ عین الحق عبدالمجید قادری بدایونی خلیفہ حضرت اچھے میاں مارہروی علیہم الرحمۃ کا بھی ہے، جنہوں نے ''المعتقد المنتقد''، ''بوارق محمدیہ''، ''سیف الجبار'' اور ''احقاق الحق وابطال الباطل'' جیسی کئی اہم کتابیں لکھ کر تقویت الایمان کی ایمان سوز اور جارحانہ و گستاخانہ عبارتوں پر محض حفاظت دین کے تقاضے سے عالمانہ تنقید کی اور مسلمانوں کو اس نئے اعتقادی فتنے سے آگاہ کیا۔ (ماہنامہ پیام حرم: مدیر فروغ احمد اعظمی، ص ۳۹، شمارہ جون ۲۰۰۷ء)

☆

ڈاکٹر شمس بدایونی

ڈاکٹر شمس بدایونی میدان تحقیق میں اپنی پہچان بنا چکے ہیں، تیرہویں صدی کی مذہبی اور مسلکی تاریخ کا گہرا مطالعہ کرنے کے بعد وہ اس نتیجے تک پہنچے کہ ہندوستان میں سب سے پہلے لفظ ''وہابی'' کا استعمال حضور سیف اللہ المسلول نے ہی اپنی کتابوں میں کیا تھا، اس کے بعد شاہ

اسماعیل دہلوی کے متبعین کے لیے یہ لفظ بطور اصطلاح استعمال ہونے لگا، اپنی تحقیق کا خلاصہ لکھتے ہوئے رقم طراز ہیں:

مولانا فضل رسول پہلے ہندوستانی عالم ہیں جنھوں نے شاہ اسماعیل شہید اور شیخ محمد بن عبدالوہاب کے درمیان فکری رابطے تلاش کیے اور اسی نسبت سے ان پر لفظ ''وہابی'' کا اطلاق کیا۔ مسلمانان ہند کی قومی تاریخ میں لفظ ''وہابی'' کا غالباً یہ اولین استعمال تھا (غالب اور بدایوں: ڈاکٹر شمس بدایونی، ص۳۴، غالب انسٹی ٹیوٹ نئی دہلی، ۲۰۱۰ء)

☆

مولانا مفتی آل مصطفیٰ مصباحی

حضرت مولانا مفتی آل مصطفیٰ مصباحی (استاذ دارالعلوم امجدیہ رضویہ گھوسی) فقہ وافتا کے حوالے سے اپنا ایک خاص مقام رکھتے ہیں، آپ کی فقہی تحقیقات کو علمی حلقوں میں اہمیت اور قدر کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے۔ حضرت سیف اللہ المسلول کی بارگاہ میں خراج عقیدت پیش کرتے ہوئے ان الفاظ میں حقیقت کا اظہار فرماتے ہیں:

حضرت سیف اللہ المسلول خاتم المحققین، عمدۃ المدققین ممدوح امام احمد رضا علامہ فضل رسول قادری بدایونی قدس سرہ العزیز ہماری جماعت کے ان قد آور علما و مشائخ میں سے ہیں جو معیار سنیت اور نشان منزل مقصود کی حیثیت رکھتے ہیں۔ عوام کے عقیدہ و عمل کا تحفظ و اصلاح سیف اللہ المسلول کی تحریر، تقریر، تبلیغ اور تحریک کا ہمیشہ کلیدی حصہ رہا۔ آپ کے حلقۂ تلمذ اور سلسلۂ ارادت سے وابستہ ملک و بیرون ملک کے بے شمار افراد و اشخاص تھے۔ آپ کے اہم کارناموں میں مذاہب باطلہ اور عقائد فاسدہ کا ردو ابطال ہے، آپ نے ایک درجن سے زائد کتابیں تحریر فرمائیں، جن میں المعتقد المنتقد، بوارق محمدیہ اور سیف الجبار جیسی علم کلام اور اسلامی عقائد و افکار پر مشتمل تحقیقی کتابیں بھی ہیں، جو ان کے علم کی گہرائی اور وسعت نظر کا پتہ دیتی ہیں۔

(ماہنامہ جام نور دہلی: ص ۵۸، شمارہ اکتوبر ۲۰۰۷ء)

☆

مولانا جلال رضا الازہری

مولانا جلال رضا ازہری جامعہ ازہر مصر میں شعبہ تفسیر وعلوم قرآن کے فارغ ہیں، جامعہ قاہرہ سے فلسفہ اسلامیہ میں ایم.اے، ایم فل اور پی.ایچ.ڈی کی ڈگریاں حاصل کی ہیں۔اس وقت دارالافتاء المصر یہ قاہرہ میں فتویٰ نویسی کی خدمات انجام دے رہے ہیں۔

عربی زبان وادب پر گہری نظر رکھتے ہیں اور عربی کے پرگو اور خوش کلام شاعر ہیں۔آپ نے حضور سیف اللہ المسلول کی شان میں عربی زبان میں ایک طویل قصیدہ کہا ہے،جس میں حضور سیف اللہ المسلول کی ذات گرامی اور آپ کی نمایاں خصوصیات پر بڑے عمدہ پیرائے میں روشنی ڈالی ہے۔یہاں اس قصیدے کے چند اشعار نقل کیے جارہے ہیں۔

للـه حـمـد يـعـظم	وبـه تـزاد الانـعـم
ثم الصلاة على النبي	معها السلام الأكرم
والآل جنات المنى	من جاء هم لا يحرم
والصحب أقمار الهدى	إذ غاب عنا الأنجم
وبهم علينا ربنا	لطفاً كريماً نغنم
فضل الرسول إمامنا	بحر السخا المتلاطم
متفطّن متفنّن	ومعلّم متكلّم
مسلول سيف للعدا	فيذيق حتفاً ينقم
وبنا رؤوف خالص	يعفو ويعطي يبسم
وله مآثر تخلد	فضيائها لا يكتم
تجلو وتعلو دائماً	وبخط نور ترقم
وان وعان كل من	عن نهجه يتلعثم
شرر الشرور تلهبت	تردي وتؤدي تهدم
تسطو على أولي الصفا	وتسب سباً يؤلم

حتى الرسول المصطفى	بلسانهم لا يسلم
بل ربهم بكلامهم	بالكذب زوراً يوسم
والسيل قد بلغ الزبى	والليل داج مظلم
في العون عين الحق من	بدعائه نستحكم
هو من مجرد ذكره	وجه المعادى يفحم
والحق أن مقامه	أعلى إذا نطق الفم
فيك المنى وبك العلى	وسحابكم نتوسم
أنوار مجدك تبرق	أطيار جودك تنغم
وجلال المسكين إذ	يرجو العطايا ينظم
وكما بدأت بحمده	آتي به إذ أختم

☆☆☆

مطبوعات تاج الفحول اکیڈمی بدایوں

	کتاب	مصنف
۱	**احقاق حق**	سیف اللہ المسلول شاہ فضل رسول بدایونی
۲	**عقیدۂ شفاعت** (اردو، ہندی، گجراتی)	سیف اللہ المسلول شاہ فضل رسول بدایونی
۳	**اختلافی مسائل پر تاریخی فتویٰ**	سیف اللہ المسلول شاہ فضل رسول بدایونی
۴	**اکمال فی بحث شد الرحال**	سیف اللہ المسلول شاہ فضل رسول بدایونی
۵	**فصل الخطاب**	سیف اللہ المسلول شاہ فضل رسول بدایونی
۶	**حرز معظم**	سیف اللہ المسلول شاہ فضل رسول بدایونی
۷	**مولود منظوم مع انتخاب نعت ومناقب**	سیف اللہ المسلول شاہ فضل رسول بدایونی
۸	**شوارق صمدیہ ترجمہ بوارق محمدیہ**	سیف اللہ المسلول شاہ فضل رسول بدایونی
۹	**تبکیت النجدی**	سیف اللہ المسلول شاہ فضل رسول بدایونی
۱۰	**شمس الایمان**	مولانا محی الدین قادری بدایونی
۱۱	**تحقیق التراویح**	نور العارفین سید شاہ ابوالحسین احمد نوری مارہروی
۱۲	**الکلام السدید**	تاج الفحول مولانا شاہ عبدالقادر قادری بدایونی
۱۳	**رد روافض**	تاج الفحول مولانا شاہ عبدالقادر قادری بدایونی
۱۴	**سنت مصافحہ**	تاج الفحول مولانا شاہ عبدالقادر قادری بدایونی
۱۵	**احسن الکلام فی تحقیق عقائد الاسلام**	تاج الفحول مولانا شاہ عبدالقادر قادری بدایونی
۱۶	**تبعید الشیاطین**	حافظ بخاری مولانا شاہ عبدالصمد سہسوانی
۱۷	**مردے سنتے ہیں؟**	مولانا عبدالقیوم شہید قادری بدایونی
۱۸	**مضامین شہید**	مولانا عبدالقیوم شہید قادری بدایونی
۱۹	**ملت اسلامیہ کا ماضی حال مستقبل**	مولانا عبدالقیوم شہید قادری بدایونی
۲۰	**عرس کی شرعی حیثیت**	مولانا عبدالماجد قادری بدایونی
۲۱	**فلاح دارین** (اردو، ہندی)	مولانا عبدالماجد قادری بدایونی
۲۲	**نگارشات محب احمد**	علامہ محبّ احمد قادری بدایونی
۲۳	**عظمت غوث اعظم**	علامہ محبّ احمد قادری بدایونی
۲۴	**شارحۃ الصدور**	مفتی حبیب الرحمٰن قادری بدایونی
۲۵	**الدرر السنیۃ** ترجمہ از :	مفتی حبیب الرحمٰن قادری بدایونی

۲۶	**احکام قبور**	مفتی محمد ابراہیم قادری بدایونی
۲۷	**ریاض القرأت**	مفتی محمد ابراہیم قادری بدایونی
۲۸	**خطبات صدارت**	عاشق الرسول مولانا عبدالقدیر قادری بدایونی
۲۹	**مثنوی غوثیہ**	عاشق الرسول مولانا عبدالقدیر قادری بدایونی
۳۰	**عقائد اہل سنت** (اردو، ہندی)	مولانا محمد عبدالحامد قادری بدایونی
۳۱	**دعوت عمل** (اردو، انگلش، ہندی، مراٹھی، گجراتی)	مولانا محمد عبدالحامد قادری بدایونی
۳۲	**فلسفہ عبادات اسلامی**	مولانا محمد عبدالحامد قادری بدایونی
۳۳	**مختصر سیرت خیر البشر**	مولانا محمد عبدالہادی القادری بدایونی
۳۴	**احوال ومقامات**	مولانا محمد عبدالہادی القادری بدایونی
۳۵	**خمیازۂ حیات** (مجموعۂ کلام)	مولانا محمد عبدالہادی القادری بدایونی
۳۶	**باقیات ہادی**	مولانا محمد عبدالہادی القادری بدایونی
۳۷	**مدینے میں** (مجموعۂ کلام)	حضرت شیخ عبدالحمید محمد سالم قادری بدایونی
۳۸	**احادیث قدسیہ** (اردو، انگلش، گجراتی)	مولانا اسید الحق قادری بدایونی
۳۹	**تذکرۂ ماجد**	مولانا اسید الحق قادری بدایونی
۴۰	**خامہ تلاشی** (تنقیدی مضامین)	مولانا اسید الحق قادری بدایونی
۴۱	**تحقیق وتفہیم** (تحقیقی مضامین)	مولانا اسید الحق قادری بدایونی
۴۲	**عربی محاورات** مع ترجمہ وتعبیرات	مولانا اسید الحق قادری بدایونی
۴۳	**اسلام: ایک تعارف** (ہندی، انگلش، مراٹھی)	مولانا اسید الحق قادری بدایونی
۴۴	خیرآبادی سلسلہ علم وفضل کے احوال وآثار **خیرآبادیات**	مولانا اسید الحق قادری بدایونی
۴۵	**قرآن کریم کی سائنسی تفسیر**	مولانا اسید الحق قادری بدایونی
۴۶	**مفتی لطف بدایونی**: شخصیت اور شاعری	مولانا اسید الحق قادری بدایونی
۴۷	**حدیث افتراق امت** تحقیقی مطالعہ کی روشنی میں	مولانا اسید الحق قادری بدایونی
۴۸	**طوالع الانوار** (تذکرۂ فضل رسول)	مولانا انوار الحق عثمانی بدایونی
۴۹	**اسلام میں محبت الٰہی کا تصور**	مولانا دلشاد احمد قادری
۵۰	**تذکرۂ خانوادۂ قادریہ**	مولانا عبدالعلیم قادری مجیدی
۵۱	**قصیدہ بانت سعاد** (ترجمہ وتحقیق)	مولانا عاصم اقبال قادری مجیدی